روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۷

تحفہ بغداد ۔ حمامۃ البشریٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدّت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کر کے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے ۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی ۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا ۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں ۔

ا ۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورۃ : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں ۔

ب ۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے ۔

ج ۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے ۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ان رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے ۔ آمین

خاکسار

الناشر

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت

"رُوحانی خزائن" کی یہ جلد ہفتم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیفات "تحفۂ بغداد" "کرامات الصادقین" اور "حمامة البشریٰ" پر مشتمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا عربی اعجازی کلام

مذکورہ بالا تینوں کتابیں چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کلام سے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھدیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کالج یا مشہور و معروف مدرسہ میں یا کسی مشہور اُستاد سے دینی یا عربی علمِ ادب کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بعض غیر معروف اساتذہ سے عربی کی چند کتب پڑھی تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تعلیم سے متعلق اپنی تصنیف "کتاب البریّہ"[1] میں فرماتے ہیں کہ آپ چھ سال کے تھے جب آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم کے لئے ایک فارسی خوان معلم نوکر رکھا جن کا نام فضل الٰہی تھا۔ اُن سے آپ نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں اور جب آپ کی عمر قریباً دس سال کی ہوئی تو ایک اَور اُستاد جن کا نام مولوی فضل احمد تھا آپ نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھے۔ جب آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوئے تو آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سیّد گل علی شاہ صاحب بٹالوی کو قادیان بُلایا گیا۔ اُن سے آپ نے علمِ نحو اور منطق اور حکمت

---

[1] کتاب البریّہ صفحہ ۱۴۵-۱۵۰

وغیرہ علوم مروجہ کی چند کُتب پڑھیں۔ مولوی سید گل علی شاہ صاحب کچھ عرصہ قادیان رہے۔ پھر بعض مجبوریوں کی وجہ سے واپس بٹالہ چلے گئے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ان کے پاس بٹالہ رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے رفیق تعلیم بن گئے جس کا ذکر مولوی مذکور نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ میں باین الفاظ کیا ہے :-

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔ اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اور ان میں خط وکتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری ہے۔"

معلوم ہوتا ہے اسی زمانہ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ فرمایا ہے ؎

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِي الصِّبَا ٭ وَلَيْسَ فُؤَادِيْ فِي الْوِدَادِ يُقَصِّرُ[1]

تُونے اُس دوستی کو کاٹ دیا جس کا درخت ہم نے ایام کودکی میں لگایا تھا۔ مگر میرے دل نے دوستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اُس زمانہ میں سب سے بڑا مرکز علوم شرقیہ کے حاصل کرنے کا دہلی تھا جہاں اور بہت سے معروف ومشہور اکابر علماء کے علاوہ شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب سکونت پذیر تھے جن کی شاگردی کا فخر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حاصل تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذکورہ بالا تین غیر معروف اساتذہ سے مروجہ علوم کی چند کتابیں اور اپنے والد ماجد سے چند کتابیں علم طب کی پڑھنے کے علاوہ اور کہیں تعلیم نہ پائی تھی۔ اس لئے کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ آپ معمولی عربی زبان میں کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کرسکتے ہیں چہ جائیکہ فصیح وبلیغ عربی میں پُر از معارف وحقائق ضخیم کتب لکھ سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر مولویوں نے آپ سے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ آپ علوم عربیہ سے جاہل ہیں اور حقیقت یہی تھی کہ آپ کا اکتسابی علم ایسا نہ تھا کہ آپ فصیح وبلیغ عربی میں کوئی مضمون یا رسالہ یا کتاب تحریر فرما سکیں۔ مگر عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہُوا تھا اور اعجازی رنگ میں ہُوا تھا۔ اس لئے

[1] براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۷

آپ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بیس سے زیادہ رسالے اور کتابیں لکھیں اور مخالفین علماء کو ہزار ہا روپیہ کے انعامات مقرر کر کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ لیکن کسی کو بالمقابل کتاب یا رسالہ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

عربی زبان کا علم وہبی تھا

عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "انجام آتھم" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وان کمالی فی اللسان العربی مع قلّة جهدی و قصور طلبی اٰیة واضحة من ربّی لیظهر علی الناس علمی و ادبی - و انّی مع ذٰلک علمت اربعین الفا من اللغات العربیة - واعطیت بسطة کاملة فی العلوم الادبیة [1]"

یعنی عربی زبان میں باوجود میری کمی کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے۔ وہ میرے رب کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے۔ اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا ہے۔ اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔

اور "ضرورت الامام [2]" میں فرماتے ہیں:۔

"میں قرآن مجید کے معجزہ کے ظل کے طور پر فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔"

اور "لجة النور [3]" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان فهو بعد کتاب الله القراٰن"

یعنی جو کچھ میں نے اپنی کمال بلاغتِ بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب قرآن مجید کے دوسرے درجہ پر ہے۔

پھر انشا پردازی کے وقت تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے۔ کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے

---

[1] "انجام آتھم" صفحہ ۲۳۴ ۔ [2] "ضرورة الامام" صفحہ ۲۲ ۔ [3] لجة النور صفحہ ۱۲۲ حاشیہ

اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصّہ پر منقسم ہوتی ہے۔
(۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلۂ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آجاتا ہے اور میں اُس کو لکھتا جاتا ہوں۔ اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمۂ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم
(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں۔ تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اُس وقت میں حس سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلۂ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک "بسیاریٔ عیال" کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلۂ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ "ضفف" ڈالا گیا جس کے معنے ہیں "بسیاریٔ عیال"۔ یا مثلاً سلسلۂ تحریر میں مجھے ایسے الفاظ کی ضرورت ہے جس کے معنے ہیں غم و غصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ "وجوم"۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔[1]"
پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فصیح و بلیغ عربی میں کتابیں لکھنا تائید الٰہی سے تھا آپ کے اکتسابی علم کا نتیجہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین علماء نے آپ کے اس چیلنج کو کہ وہ بھی آپ کے مقابلہ میں آپ جیسے رسائل و کتب لکھیں قبول کرنے کی بجائے ویسے ہی اعتراضات

[1] "نزول المسیح" صفحہ ۵۶-۵۷

کئے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے قرآنی چیلنج کے جواب میں کئے تھے کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ایسا فصیح و بلیغ اور پُر از حقائق و دقائق کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امّی شخص کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک طرف تو انہوں نے کہا "انما یعلّمه بشر" کہ اسے کوئی اور بشر سکھاتا ہے "واعانه علیه قوم اٰخرون" یعنی دوسرے اور لوگ ہیں جو قرآن کی تالیف میں آپ کی اعانت کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ "لو نشاء لقلنا مثل هٰذا ۔ ان هٰذا الّا اساطیر الاوّلین"۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا کلام کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اس لئے اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اس میں پہلوں کے قصّوں اور سٹوریوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ اور بعد میں آنے والے مخالف عیسائیوں نے یہ بھی لکھنا شروع کیا کہ قرآن مجید تو فصیح و بلیغ بھی نہیں اور اس میں نحوی و صرفی بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائیوں کی ایک مصر میں بزبان عربی طبع شدہ کتاب سے چند اغلاط کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ایسا کلام موجود ہے جو نہ فصیح ہے نہ بلیغ جیسے الم اعهد الیکم کیونکہ اس میں تنافر پایا جاتا ہے۔ غریب الفاظ کی مثال جیسے کوثر کہ اس کے معنے صحابہؓ کو معلوم نہ تھے۔ اور قیاس کے مخالف جیسے انبتکم من الارض نباتا کیونکہ قیاس اِنْبَاتًا چاہتا ہے۔ پھر جو سُننے میں اچھا نہ لگے جیسے ضِیْزٰی جو جَرْشٰی کی طرح ہے۔

(۲) نحوی لحاظ سے آیت والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصّٰبرین میں الصابرون اور آیت وامراته حمالة الحطب میں حمالةَ منصوب کی بجائے مرفوع اور ان الذین اٰمنوا والذین هادوا والصابئون (المائدہ) میں اِنّ کا اسم ہونے کی وجہ سے والصابئین ہونا چاہیئے۔ اسی طرح آیت ولٰکن البرّ من اٰمن میں ان تؤمنوا۔ اور آیت قطعنا هم اثنتی عشرة اسباطًا امما میں عام نحوی قاعدہ کے مطابق کہ عدد مذکر اور معدود مفرد ہو ۔ قطعناهم اثنی عشر سبطا ۔ اور آیت والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء میں اقرء یا اقراء جمع قلّت کا صیغہ استعمال ہونا چاہیئے تھا۔ اسی طرح ایاما معدودات کی بجائے ایاما معدودة ۔

(۳) ضمائر کی غلطیاں جیسے آیت هٰذان خصمان اختصموا میں اختصما ۔ اور اسروا النجوی الذین ظلموا میں اَسَرَّ ۔ اور آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا میں اقتتلا۔ اور آیت ان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه[۵] میں بطونها ہونا چاہیئے۔

[۵] سورۃ نحل: ۶۷

۴ - پھر بعض آیتیں پہلوں کے اقوال سے ماخوذ ہیں - مثلاً آیت فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان عنتر کے شعر ؎

وان ام الارض صارت وردۃ مثل الدھان

سے اور آیت خلق الانسان من صلصال کالفخار امیہ بن الصلت کے شعر ؎

کیف الجحود وانما خلق الفتی من طین صلصال لہ فخار

سے ماخوذ ہے[۱]

الغرض عیسائیوں نے قرآن مجید کو غیر فصیح اور نحوی و صرفی غلطیوں سے غیر مبرّا قرار دیکر اسکے کلامِ الٰہی ہونے سے انکار کیا ہے - ہمارے نزدیک اِن کے یہ سب اعتراضات لغو اور باطل ہیں اور اصح اور افصح اور ابلغ عربی زبان وہی ہے جو قرآن مجید کی زبان ہے - اور عربی زبان سے متعلق اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے، حضور فرماتے ہیں :-

"بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بیہودہ ہیں - زبان کا علمِ وسیع خدا کو ہے نہ کسی اَور کو - اور زبان جیسا کہ تغیّرِ مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے ایسا ہی تغیّرِ زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں - آجکل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکّہ اور مدینہ اور دیارِ شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف و نحو کے تمام قواعد کی بیخکنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اس قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو .... لغتِ عرب جو صرف و نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار دریا ہے جو اُس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ لا یعلمہ الا نبیّ یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع و اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اَور کوئی شخص کامل طور پر معلوم نہیں کر سکتا - اس قول سے بھی ثابت ہُوا کہ اس زبان پر ہر ایک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا معجزاتِ انبیاء علیہم السّلام سے ہے[۲]"

اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالف علماء کو جو آپؑ کو جاہل اور خود کو عالم خیال کرتے تھے مقابلہ کیلئے دعوت پر دعوت دی اور چیلنج پہ چیلنج کیا تو اُن کا جواب

---

[۱] کتاب جمہرۃ اشعار العرب لابی زید القرشی - [۲] نزول المسیح ص۵۸ و ص۵۹

بھی وہی تھا جو مخالفینِ قرآن مجید نے دیا تھا۔

مخالف علماء کا جواب

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"حقیقت شناس اس عبارت سے اس کا جاہل ہونا اور کوچۂ عربیت سے اس کا نابلد ہونا اور دعوئ الہام میں کاذب ہونا نکالتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تُک بندی ہے۔ اس میں بہت سے محاورات و الفاظ کادیانی نے از خود گھڑ لیئے ہیں۔ عرب عرباء سے وہ منقول نہیں اور جو اس کے عربی الفاظ و فقرات ہیں اُن میں اکثر صرف و نحو و ادب کے اصول و قواعد کی رُو سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے اُن کو مسخ شدہ عربی کہنا بے جا نہیں۔ اور ان کے راقم کو عربی سے جاہل اور الہام و کلامِ الٰہی سے مشرف و مخاطب ہونے سے عاطل کہنا زیبا ہے[1]"

واعانہ علیہ قوم اٰخرون کا اعتراض

پھر مخالفین نے آپؑ پر یہ اعتراض بھی کیا کہ جو کتابیں عربی زبان میں آپ تصنیف فرماتے ہیں وہ دوسروں سے لکھواتے ہیں۔ اور ایک شامی عرب اپنے پاس رکھا ہے جو آپ کو لکھ کر دیتا ہے اور آپ اپنے نام پر شائع کر دیتے ہیں۔ اور یہ اعتراض جس بیہودہ رنگ میں انہوں نے کیا یقیناً مخالفینِ اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رنگ میں نہیں کیا ہوگا۔ جھوٹ بولنا آسان ہوتا ہے لیکن اُس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

مَیں اسجگہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں تا آئندہ آنے والے لوگ آپ کے مخالفین کی اِن مذبوحی حرکات اور ان افتراؤں کا اندازہ لگا سکیں جو وہ مقابلہ سے بچنے اور عوام الناس کو آپ سے دُور رکھنے کے لئے تراشا کرتے تھے۔ نیز اُن کے پاس اِس اعتراض کا

---

[1] اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ ۱۳ صفحہ ۳۱۹ نیز دیکھو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ ۸ صفحہ ۱۹۱

جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد کتب میں کیا ہے ایک ثبوت ہو جائے۔
شیخ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں :۔

"امرتسر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدۂ ہمزیہ[۱] کے صلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دوسو روپے دیئے ہیں۔ مَیں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہؤا کہ اس مدح و تائید کے صلہ میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا انکو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بھروسہ پر قادیان میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں کادیانی نے اُن سے عربی نظم و نثر میں بہت کچھ لکھوایا اور گو دودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے اُن کی اچھی مدارات کی مگر اُن کے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا۔ اور وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ ایک عورت فاحشہ سے اُن کا نکاح کرانا چاہا مگر اُسکے فاحشہ ہونیکا اُن کو علم ہو گیا۔ اس لئے اُس کے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اور اُنکو دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونیکی وجہ سے اُن کو پسند نہ آئیں آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے۔ جاتے ہوئے خاکسار کو ملے تو کادیانی پر بہت ناراضگی ظاہر کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اب مَیں ایک رسالہ موسومہ بکرامات کادیانی لکھونگا۔ اسمیں کادیانی کی مکّاری کا خوب اظہار کرونگا۔ اور انہوں نے مجھ سے اس امر کی درخواست کی کہ مَیں اُن کی یہ سرگذشت و پرحسرت کیفیت مشتہر کردوں اور اِسپر کادیانی کی اس بے وفائی و وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں۔ اس درخواست کی وجہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں اور نیز اس سے عامۂ خلائق کی ہدایت و صیانت مقصود مدّ نظر ہے تاکہ عام لوگ کادیانی کے دامِ فریب سے واقف ہو جائیں اور اس دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اِس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سُنا ہے کہ کادیانی کے درپردہ پیر و مرشد و بحسب ظاہر مرید حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کرا دیا ہے اور اس خبر کے سُننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس۔ نیز خوشی اس لئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ "کرامات کادیانی" کی اشاعت چندے ملتوی رہے گی۔ شامی صاحب کے نکاح کی یہ تجویز خاکسار کہیں کرا دیتا تو اُن سے جسقدر چاہتا

[۱] یہ قصیدہ جلد ہذا کے صفحہ ۱۵۳-۱۵۴ پر درج ہے۔ شمس

کادیانی کے ردّ و مذمت میں نظم و نثر (جیسی انکو آتی ہے) لکھوا لیتا دیکن یہ پیشہ دلالی کادیانی صاحب کا ہی خاصہ ہے جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دامِ مریدی میں پھنسایا ہوا ہے جن کے نام نامی اور القاب گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ہی ان کا شیوہ معجزہ ہے۔ لہذا یہ جراٴت مجھ سے نہ ہو سکی اور مَیں نے اُن کو اس طرح کی اُمید نہ دلائی[1]"

یاد رہے کہ جس شامی عرب سے متعلق بٹالوی صاحب نے مذکورہ بالا بیہودہ خیالات کا اظہار کیا ہے وہ وہ شخص ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تالیف "التبلیغ" کو پڑھ کر بے ساختہ کہا۔" واللہ ایسی عبارت عرب بھی نہیں لکھ سکتا"۔ اور جب اس کے آخر میں شائع شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مدحیہ قصیدہ دیکھا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے۔ اور کہا۔ خدا کی قسم! مَیں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار بھی کبھی پسند نہیں کئے مگر ان اشعار کو مَیں حفظ کرونگا[2] اور اتنے متاثر ہوئے کہ آخر کار قادیان آکر آپ کی بیعت کر لی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں ضمیمہ انجام آتھم" مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں اپنے مخلص ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں نمبر ۵۵ پر اُن کا نام لکھا ہے[3] غور کرو۔ اگر بٹالوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان درست ہے تو کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں رہ سکتے تھے ؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص کو عربی ممالک کے لئے بطور مبلغ تجویز فرما سکتے تھے[4]؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے متعلق فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُسے

" اس نور اور الہام کے ساتھ دیکھا جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے مشاہدہ کیا کہ وہ حقیقت میں نیک ہے اور متانت عقلی اس کو حاصل ہے اور نیک بخت آدمی ہے۔ جس نے جذباتِ نفس پر لات ماری اور انکو الگ کر دیا ہے۔ اور ریاضت کش انسان ہے۔ پھر خدا نے اُس کو کچھ حصّہ میری شناخت کا عطا کیا۔ سو وہ بیعت کرنے والوں میں داخل ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہماری معرفت کی باتوں سے ایک عجیب دروازہ اُس پر کھولدیا اور اُس نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "ایقاظ الناس" رکھا اور وہ کتاب اُس کی وسعتِ معلومات پر دلیل واضح ہے اور اس کی رائے صائب پر ایک روشن حجّت ہے۔ اور وہ کتاب ہر ایک

---

[1] اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱ حاشیہ صفحہ ۲۵۸ - ۲۶۱ ۔ [2] دیکھو سچائی کا اظہار صفحہ ۵ ۔ [3] ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۲
[4] نور الحق حصّہ اول صفحہ ۱۶ ۔

مباحثہ کے لئے ہر ایک میدان میں کفایت کرتی ہے۔[۱]" (ترجمہ از عربی عبارت)
اسی اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
پھر ان علماء کے اعتراضات اور شبہات میں سے جو انہوں نے جاہلوں میں پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے "ان ھٰذا الرجل لا یعلم شیئًا من العربیۃ" کہ یہ شخص عربی کا ذرہ علم نہیں رکھتا بلکہ وہ تو فارسی زبان سے بھی کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور اپنے متعلق کہتے ہیں کہ ہم متبحر علماء ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے جو عمدہ۔ رنگین۔ دلکش عبارات اور اچھوتے قصائد عربی زبان میں لکھے ہیں وہ اس کے اپنے نہیں "بل الفھا رجل من الشامیین واُخذ علیہ کثیر من المال کالمستأجرین فلیکتب الاٰن بعد ذھابہ ان کان من الصادقین" بلکہ ایک شامی عرب نے تالیف کئے ہیں اور بہت سا مال اس کے عوض میں اُجرت کے طور پر لیا ہے۔ پس اگر وہ صادق ہے تو اس کے چلے جانے کے بعد اب لکھ کر دکھائے[۲]
آپ نے "انجام آتھم" کے عربی حصہ کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے بھی علماء کو بلایا اور اس پر انعام مقرر کیا لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

غلطیوں کے اعتراض کا جواب

غلطیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔
"جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کریگا۔ ممکن ہے کہ حسب مقولہ قلما سلم مکثار کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بباعث خطاء نظر کے اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اُس پر نظر نہ پڑے[۳]"
مولوی بٹالوی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
"ان کتبی مبرّأۃ مما زعمت ومنزھۃ عما ظننت الّا سھو الکاتبین او زیغ القلم بتغافل منی لا کجھل الجاھلین۔ فان قدرت ان تثبت فیھا

---

[۱] نور الحق حصہ اوّل ص۱۶، [۲] انجام آتھم ص۲۳۱ ترجمہ از عربی عبارت [۳] روحانی خزائن جلد ۱ بعنقم ص۱۷ بحوالہ کرامات الصادقین

عثارا نخذ منی بحذاء کل لفظ دینارا واجمع صریفا ونضارا و کن من المتمولین[۵۱]"

یعنی میری کتابیں ایسی غلطیوں سے جیسا کہ تیرا خیال ہے مبرّا اور منزہ ہیں۔ ہاں سہو کاتب کی غلطیاں یا لغزش قلم سے جو بے خبری میں ایک مؤلف سے بعض وقت صادر ہو جاتی ہیں ان میں پائی جاسکتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی غلطیاں نہیں جو ایک جاہل زبان سے صادر ہوتی ہیں۔ اگر تم کوئی ایسی غلطی بتا سکو تو میں ہر لفظی غلطی پر ایک دینار دونگا اس طرح تم سونا چاندی جمع کر کے مالدار بھی بن سکتے ہو۔

اسی طرح حضور علیہ السلام مخالفین کے ان اعتراضوں کا ذکر کر کے کہ ان کتابوں کی عربی زبان فصیح نہیں اور یہ کہ وہ عرب اور دوسرے ادیبوں کی لکھی ہوئی ہیں اور ایک عرب گھر میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہی عرب صبح شام لکھکر دیتا ہے فرماتے ہیں:۔

"انظر الی اقوالهم وتناقض سلب العناد اصابة الآراء
طورا الی عرب عزوه وتارة قالوا کلام فاسد الاملاء
هٰذا من الرحمٰن یا حزب العداء لا فعل شامی ولا رفقائی

یعنی ان باتوں کو دیکھو اور ان کے تناقض پر غور کرو۔ عناد سے سچی اور اصابت رائے ان سے سلب ہو گئی ہے۔ کبھی تو میرے کلام کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام اچھا نہیں اور غیر فصیح اور غلطیوں سے پُر ہے۔ سوائے گروہ دشمنان! سنو!! یہ رحمٰن خدا کی توفیق و تائید سے لکھا گیا ہے۔ نہ یہ کسی شامی عرب کا کام ہے اور نہ میرے رفیقوں کا۔

سرقہ کے اعتراض کا جواب

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولوی محمد حسن صاحب فیضی وغیرہ نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نے مقامات حریری اور مقامات ہمدانی وغیرہ کتب سے فقرے سرقہ کر کے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشا پردازی

---

[۵۱] انجام آتھم ص ۲۴۱۔ [۵۲] انجام آتھم ص ۲۷۵۔

کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف وحقائق قرآنی کو اِس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی اُس کو کلامِ الٰہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ اس کی مثال پیش نہ کریں۔

یوں تو بعض شریر اور بد ذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اِس کے مضامین تورات اور انجیل سے مسروقہ ہیں (اس مضمون پر انگریزی اور عربی اور اردو زبان میں درجنوں کے طرف سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ناقل) ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے۔ جو اِس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتیں طالمود کی پیش کی ہیں۔ بغیر کسی تغیر وتبدل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف ایک دو فقرے نہیں بلکہ ایک بڑا حصہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں ....

.... اِن دنوں میں ایک اَور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ تورات کی کتاب پیدائش جو گویا تورات کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اَور کتاب میں سے چرائی گئی ہے جو موسیٰؑ کے وقت موجود تھی۔ گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سب چور ہی تھے۔ یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابلِ شرم الزام لگائے گئے ہیں۔ متنبیؔ جو ایک مشہور شاعر ہے اُس کے دیوان کے ہر شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے۔ غرض سرقہ کے الزام سے کوئی نہیں بچا۔ نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔

اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ کیا درحقیقت ان کے یہ الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملہموں اور وحی پانوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے ملہموں کے دلوں پر نازل کرے۔ بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی پر جاری ہے۔ رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض عبارتیں یا اشعار بلفظہا

بتغیر ما بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اس کا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جن لوگوں نے ہزارہا جزئیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر دیں ان کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات اُن کی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا اُن کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں۔ تو ان کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے۔

اسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ اب تک ہماری طرف سے بائیس کتابیں عربی فصیح و بلیغ میں بطلب مقابلہ تصنیف و شائع ہو چکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اس کے علاوہ ہیں (کتابوں کے نام لکھ کر فرماتے ہیں) اسقدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان انکو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے تیار ہو گئیں اور ہزارہا معارف اور دقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اس قدر بے شرمی سے مُنہ کھولنا کیا انسانیت ہے؟ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے تو شرمندگی سے جیتے ہی مر جائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اسقدر کتابیں فصیح و بلیغ عربی میں تالیف کر دیں۔ مگر خود ان کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل ان کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے۔ صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا ....

اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزارہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا مُنہ بند کر رکھا ہے۔ کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو؟ ان لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورۃ کی بھی تفسیر عربی بلیغ و فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغگو بے حیا کا مُنہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔

ہم نے کئی مرتبہ یہ اشتہار بھی دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو۔ پھر عربی زبان جاننے والے اس کے منصف ٹھہرائے جائیں گے۔ پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح و بلیغ ثابت ہُوا تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائیگا۔ مَیں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی۔ اس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچروپے انعام دونگا۔ غرض بیہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اس فن میں اس کی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی۔ ....

...... ادیب جانتے ہیں کہ ہزارہا فقرات میں سے اگر دو چار فقرات بطور اقتباس ہوں تو اُن سے بلاغت کی طاقت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک طاقت ہے۔ دیکھو سبع معلّقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرع پر توارد ہے اور وہ یہ ہے

ایک شاعر کہتا ہے ؏ یقولون لا تھلك اسیً وتجمّلِ

اور دوسرا شاعر کہتا ہے ؏ یقولون لا تھلك اسیً و تجلّدِ

اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جائے کہ وہ چرا کر ہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ اصلی طاقت اس کے اندر نہیں۔ مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اُس کا تو بہر حال یہ معجزہ ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف و حقائق کو بِلا توقف رنگین اور بلیغ و فصیح عبارتوں میں بیان کر دے [۱]"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تجویز کہ "میرے مخالف میرے مقابل پر تفسیر لکھنے کیلئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغگو بے حیا کا مُنہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔" ایسی تجویز ہے جس سے معترضین کے تمام اعتراضات لغو اور باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقع عربی زبان کا علم نہ رکھتے اور دوسروں سے لکھواتے اور اپنے نام پر شائع کرتے تھے تو آپ مجلس میں بیٹھ کر فصیح و بلیغ عربی زبان میں نئے حقائق و معارف پر مشتمل تفسیر ہرگز نہ لکھ سکتے۔ اور اس طرح مخالف علماء کے اعتراضوں کی صداقت بآسانی لوگوں پر واضح ہو جاتی لیکن اُن کے

---

[۱] "نزول المسیح" صفحہ ۵۹ - ۶۵

اِس طرف رُخ نہ کرنے اور ہر دفعہ عذر اور بہانے بنا کر دعوتِ مقابلہ کو قبول نہ کرنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اُن کے تمام اعتراضات لغو اور باطل تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مخالفین کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

"تحفۂ بغداد"

یہ رسالہ آپ نے محرم ۱۳۱۱ھ مطابق جولائی ۱۸۹۳ء میں تالیف فرمایا۔ وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ایک شخص سید عبدالرزاق قادری بغدادی نے حیدر آباد دکن سے ایک اشتہار اور ایک خط عربی زبان میں آپ کو بھیجا جس میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو خلافِ شریعت اور ایسے مدعی کو واجب القتل اور "التبلیغ" کو معارضِ قرآن قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے اشتہار اور خط کو نیک نیتی پر محمول کر کے محبت آمیز طریقہ سے جواب دیا اور اپنے دعویٰ ماموریت اور وفاتِ مسیح ناصریؑ کا ثبوت اور اُمتِ محمدیہ میں مکالماتِ الٰہیہ اور سلسلۂ مجددین کے جاری رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مکتوب کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنے خیالات کی اصلاح کریں اور اگر کسی بات کی حقیقت آپ پر ظاہر نہ ہو تو اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں۔ نیز لکھا کہ مولویوں کے فتاویٰ تکفیر سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ میرے پاس آئیں اور بچشم خود حالات دیکھیں تا حقیقت کو پا سکیں اور اگر آپ لمبے سفر کی تکلیف برداشت نہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ سے میرے بارہ میں ایک ہفتہ تک استخارہ کریں۔ استخارہ کا طریق بتا کر فرمایا کہ استخارہ شروع کرنے کے وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا میں بھی اس وقت دُعا کروں اور رسالہ کے آخر میں دو قصیدے بھی تحریر فرمائے۔

"کرامات الصادقین"

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک مضمون کا جو انہوں نے ۹ر جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھ کر اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ ع۱ بابت ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں شائع کیا تھا ۳۰ر مارچ ۱۸۹۳ء کو جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

"میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے اور علم قرآن سے بالکل بے خبر ہے اور خدا تعالیٰ سے مدد

پانے کے لائق ہی نہیں کیونکہ کذّاب اور دجّال ہے اور ساتھ اس کے ان کو اپنے کمالِ علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔"

اِس اشتہار میں آپ نے صدق و کذب جانچنے کے لئے یہ تجویز تحریر فرمائی کہ ایک مجلس میں بطور قرعہ اندازی ایک سورۃ نکال کر اس کی فصیح زبان عربی اور مقفّٰی عبارت میں تفسیر لکھی جائے اور اس تفسیر میں ایسے حقائق اور معارف لکھے جائیں جو دوسری کتابوں میں نہ پائے جاتے ہوں۔ نیز اس کے آخر میں سَو شعر بلیغ اور فصیح عربی میں در نعت و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور قصیدہ درج ہوں۔ اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔ پھر جلسۂ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اشعار سُنا دیں۔ اگر شیخ محمد حسین اس مقابلہ میں غالب رہے یا اس عاجز کے برابر رہے تو اُسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کریگا اور اپنی کتابیں جلا دیگا۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہُوا تو پھر میاں محمد حسین اُسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام متکبّر ملّاؤں کو ساتھ ملا لے۔ اگر اس کا جواب یکم اپریل سے دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو اُن کی گریز سمجھی جائیگی [1]

اِس کے جواب میں بٹالوی صاحب نے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ ش ۸ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ میں یہ لکھکر کہ عربی زبان میں بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے " مَیں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں" لکھ کر مقابلہ سے اپنی جان بچانے کے لئے دہ رکیک شرطیں لگائیں جنکا ذکر حضور نے روحانی خزائن جلد ہذا کے صفحہ ۶۴-۶۵ پر کیا ہے۔ جن سے دانشمند سمجھ گئے کہ بٹالوی صاحب میدانِ مقابلہ سے گریز کر رہے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اُن کی اس گریز کے حیلوں اور بہانوں اور تعصبات کو دیکھ کر پہلے تو دل میں یہ خیال آیا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے۔ لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علمِ ادب اور حقائق تفسیر کلام الٰہی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں قرینِ مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ اتمامِ حجت کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہ رسالہ (کرامات الصادقین۔ ناقل) شائع کیا جائے۔ [2]

---

[1] دیکھو روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۶۰۲-۶۰۳ ــ [2] روحانی خزائن جلد ہذا صفحہ ۴۷-۴۸

یہ رسالہ چار قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے اور یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر حضورؑ نے لکھے اور وہ بھی اُسوقت جب آپ آتھم کے ساتھ مباحثہ سے فارغ ہو کر امرتسر میں مقیم تھے۔ مگر آپ نے بٹالوی صاحب اور اُن کے ہم مشرب مخالفوں کے لئے محض اتمامِ حجّت کی غرض سے پورے ایک ماہ کی مہلت دی اور فرمایا :-

" اور اگر اس رسالہ کے مقابل پر میاں بٹالوی یا کسی اور اُن کے ہم مشرب نے سیدھی نیت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی۔ تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جائے کہ اُنکے قصائد اور اُن کی تفسیر جو سورۂ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہو گی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اس سورۂ مبارکہ کے اسرارِ لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھکر ہے تو مَیں ہزار روپیہ نقد ان میں سے ایسے شخص کو دونگا جو روزِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر نحوی و صرفی و علم بلاغت کی غلطیوں سے مبرّا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام بھی دونگا۔ ...... تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہو گی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہو گی جس میں حقائق و معارفِ جدیدہ ہوں۔ بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں[۵]"

اس مقابلہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "کرامات الصادقین" میں ہی یہ بھی تحریر فرمایا :-

" ہم فراستِ ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی پُرانی عادت کے موافق ٹالنے کی کوشش کرینگے۔ ..... مگر اب شیخ صاحب کیلئے طریقِ آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اِس عاجز

---

[۵] روحانی خزائن جلد نمبر ۷ صفحہ ۴۹ بحوالہ کرامات الصادقین۔

مقبح اللہ اور رسولؐ کو دائرۂ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخصاحب نیاز مندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور رو دیں اور اُن کے قدموں پر گریں .... لیکن مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفر بد اندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہونگی۔ اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخصاحب کی حمایت کے لئے اٹھیگا تو مُنہ کے بل گرایا جائیگا۔ خدا تعالےٰ ان متکبر مولویوں کے تکبّر کو توڑیگا اور انہیں دکھلائیگا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے۔"[۵]

اور ایسا ہی ہوا۔ نہ شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہمت ہوئی اور نہ ہی دوسرے مکفرین کو کہ وہ اِس رسالہ کے مقابلہ پر رسالہ لکھ کر اپنی عربی اور قرآن دانی کا ثبوت دیتے۔

"حمامۃ البشریٰ"

ایک عرب صاحبِ علم و فضل محمد بن احمد مکّی شعب عامر مکّہ معظمہ کے رہنے والے تھے وہ ہندوستان کی سیاحت کر رہے تھے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر پہنچی وہ قادیان تشریف لائے اور حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کچھ عرصہ قادیان میں آپ کی صحبت میں رہ کر مکّہ معظمہ واپس پہنچے تو آپ نے ۲۰ محرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۴ راگست ۱۸۹۳ء حضورؑ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے بخیریت مکّہ معظمہ پہنچنے اور مختلف لوگوں سے حضورؑ کا ذکر کرنے اور انکے مختلف تاثرات کے ذکر کے بعد یہ خوشخبری لکھی کہ میں نے اپنے دوست علی طائع کو جو شعب عامر کے رئیس اور تاجر ہیں حضورؑ کے دعویٰ سے مفصّل خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کردوں کہ حضورؑ اپنی کتابیں اُن کے پتہ پر بھیجیں اور وہ انہیں شرفاء اور علماء مکّہ مکرمہ میں تقسیم کرینگے۔ اِس خط کے ملنے پر حضورؑ نے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے رسالہ "حمامۃ البشریٰ" عربی زبان میں تصنیف فرمایا یہ رسالہ حضورؑ نے ۱۸۹۳ء میں رقم فرمایا۔ لیکن اس کی اشاعت فروری ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ اِس رسالہ میں آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت اور اس کے دلائل خوب وضاحت سے لکھے اور خروج دجّال اور وفاتِ مسیح اور نزولِ مسیح اور ان سے متعلقہ امور پر سیر کن بحث کی اور مکفرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور آپکے دعویٰ پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ الغرض یہ کتاب عربی ممالک کیلئے ایک نہایت مفید کتاب ثابت ہوئی۔

[۵] روحانی خزائن جلد ہذا صفحہ ۹۶-۹۷

کتابت کی غلطیوں سے متعلق ضروری گذارش

ہم رُوحانی خزائن کی بعض پہلی جلدوں مثلاً جلد پنجم میں لکھ چکے ہیں کہ ہمارے ملک کے موجودہ طریق کتابت وطباعت کی وجہ سے انتہائی کوشش اور توجہ کے باوجود عموماً ہر کتاب میں بعض غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اس سے وہ کتابیں بھی مستثنیٰ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں شائع ہوئیں کیونکہ اوّل تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی کاپیوں اور پروفوں کے پڑھنے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ بعض دوسرے لوگ بھی کرتے تھے جن میں احتیاط کا اتنا مادہ نہیں تھا اور دوسرے بشری لوازمات کے ماتحت سہو و نسیان ایسی چیز ہے جس سے انبیاءؑ تک مستثنیٰ نہیں اور ایسی غلطیوں کا امکان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں تسلیم کیا ہے خصوصاً عربی کتب میں ایسی غلطیوں کا رہ جانا اس لئے بھی قرین قیاس ہے کہ اس وقت قادیان میں کوئی پریس نہ تھا۔ ان میں سے کوئی کتاب تو سیالکوٹ میں کوئی امرتسر میں چھپتی تھی اس لئے پروفوں کے دیکھنے اور اُن کی تصحیح کرنے میں بھی دقتیں تھیں۔ اس پر مزید یہ کہ کتابت کرنے والے اور سنگساز عربی زبان سے ناواقف تھے اور یہی دقت ہمارے لئے درپیش ہے۔ باوجودیکہ میں نے کوشش سے پروف دیکھ کر بھیجے لیکن اُن غلطیوں میں سے جو میں نے پروفوں میں لگائی تھیں بعض ویسے ہی چھپ گئی ہیں۔ اسلئے واقعی غلطی کی شناخت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مندرجہ ذیل معیار تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :—

”اکثر جلد باز نکتہ چین خاصکر شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہماری عربی کتابوں کو عیب گیری کی نیت سے دیکھتے ہیں۔ بباعث ظلمت تعصب کاتب کے سہو کو بھی غلطی کی مد میں ہی داخل کر دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ہماری صرفی یا نحوی غلطی صرف وہی ہو گی جس کے مخالف صحیح طور پر ہماری کتابوں کے کسی اور مقام میں نہ لکھا گیا ہو۔ مگر جبکہ ایک مقام میں کسی اتفاق سے غلطی ہو اور وہی ترکیب یا لفظ دوسرے دس بیس یا پچاس مقام میں صحیح طور پر پایا جاتا ہو تو اگر انصاف اور ایمان ہے تو اس کو سہو کاتب سمجھنا چاہیئے نہ غلطی۔ حالانکہ جس جلدی سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں اگر اس کو ملحوظ رکھیں تو اپنے ظلم عظیم کے قائل ہوں اور ان تالیفات کو خارق عادت سمجھیں۔ قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں۔ بٹالوی صاحب خود قائل ہیں کہ لوگوں نے کلام امرء القیس اور

حریری کی بھی غلطیاں نکالیں۔ مگر کیا ایسا شخص جس نے اتفاقاً ایک غلطی پکڑی حریری یا امرأ القیس کے مرتبہ پر شمار ہو سکتا ہے[1] "

ہم نے بعض مقامات پر حاشیہ میں سہو کاتب سے بعض غلطیوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

خاکسار
جلال الدین شمس

[1] سر الخلافہ ٹائیٹل پیج صٓ

اِنڈیکس مضامین

انڈکس روحانی خزائن جلد ہفتم

: (مرتبہ جلال الدین شمس):

فہرست مضامین "تحفۂ بغداد"

الف

اللہ

۱- اللہ تعالیٰ ان الٰہی مخلصین کو جو حبّ اللہ کا جام پیتے ہیں کبھی ضائع نہیں کرتا۔ اس حالت کے بعد اگر وہ قتل بھی کیے جائیں انہیں کوئی غم نہیں ہوتا۔ ص۵

۲- اللہ تعالیٰ اپنے صادق بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ص۲۱

آیات قرآنیہ

۱- ولا تقولوا لمن القٰی الیکم السلام لست مؤمنا ص۱

۲- وَمَا کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء الآیۃ ص۱

۳- لا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک الآیۃ ص۲۱ حاشیہ

احمد سرہندی

مجدد الف ثانی امام سرہندیؒ کا مکتوب افرادِ امت کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ سے متعلق۔ حاشیہ ص۲۸

استخارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کرنے کیلئے استخارہ کا طریق۔ ص۱۳

الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو الہامات نازل کیے جن میں آپ کو کامیابی کی بشارتیں دیں۔ ص۲۱-۳۱

امت محمّدیہ

امت محمّدیہ کے کامل افراد جیساکہ سید عبد القادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں لکھا ہے ہر نبی اور رسول اور صدیق کے وارث ہونگے اور انہیں وہی انوار و اسرار اور برکات دیئے جائیں گے اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہونگے۔ حاشیہ ص۲۴

اوتاد الارض

سید عبد القادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمّدیہ کے کامل افراد کو اوتاد الارض قرار دیا ہے اور اُن کے لئے ۲ دو جنتیں ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں۔ حاشیہ ص۲۹

ب

بخاری امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں متوفیک

کے معنے حضرت ابن عباسؓ سے ممیتک غیر محل یعنی دوسری سورۃ کی تفسیر کے ذیل میں نقل کرنے سے اس کی صحت کی طرف اشارہ اور اپنے مذہب کا اظہار کیا ہے کہ مسیحؑ وفات پاگئے۔ صلا

پ

پیشگوئیاں

۱ - حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی کامیابی سے متعلق پیشگوئی کرنا۔ فما اشقی بلعن الاعدینا وصدقی سوف یذکر فی البلاد صلا

۲ - قرآن اور احادیث میں اقدام الانبیاء اور قلوب انبیاء پر امت میں سے مکلمین اور ملہموں کے آنے کی پیشگوئی۔ صہ ۱۵-۱۹

ت

تحفۂ بغداد

۱ - رسالہ تحفۂ بغداد محرم ۱۳۱۱ھ میں پنجاب پریس سیالکوٹ میں چھپکر شائع ہوا۔ صہ ٹائٹل پیج

۲ - اس رسالہ کی تالیف کا باعث السید عبدالرزاق القادری بغدادی کا ایک اشتہار اور خط ہوا جو اس نے حیدرآباد سے حضورؑ کی خدمت میں بھیجے صلا

۳ - اشتہار جس میں بغدادی نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا ذکر کرکے اسے خلاف شریعت اور ایسے مدعی کو واجب القتل اور آئینہ کمالات اسلام کو معارض قرآن قرار دیا ہے۔ اور تین ماہ میں آئینہ کے رد میں کشف الضلال والظلام عن مرآۃ کمالات اسلام لکھنے کا وعدہ کیا تا اسے بغداد کے علماء کے سامنے پیش کرکے مؤلف آئینہ کے خلاف اہل زیغ والحاد ہونیکا فتویٰ حاصل کرے صہ ۳-۵

۴ - سید بغدادی کا خط جو اس نے ۲۸ ذی الحج ۱۳۱۰ھ کو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیجا جس میں لکھا کہ اب میں آئینہ کا جواب جلدی نہیں چھاپ سکونگا کیونکہ جلدی وطن واپس جا رہا ہوں اور آئینہ کا نسخہ بذریعہ ڈاک طلب کیا۔ صہ ۶

۵ - مذکورہ بالا خط اور اشتہار کا جواب از حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آپ نے مشتہر کی نیک نیتی پر محمول کرکے محبت آمیز طریقہ سے دیا۔ صہ ۷-۳۹

تفسیر

۱ - قد خلت من قبلہ الرسل یعنی سب رسول مرگئے صہ ۹

۲ - انی متوفیک ای ممیتک حضرت ابن عباسؓ سے امام بخاریؒ نے نقل کئے ہیں۔ صلا

۳ - ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین ہی استدلال کہ امت محمدیہ میں محدث ہونگے اور پہلوں کی طرح ان سے مکالمات الٰہیہ ہونگے صہ ۱۵ وحاشیہ صہ ۲۲

۴ - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں سب سے اول منعم نبی اور رسول مراد ہیں۔ اور انعام سے مراد علوم و معارف اور نزول برکات و انوار ہیں۔ اور اس دعا کے سکھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری دعا قبول کرنا چاہتا ہے اور انبیاء اور رسولوں کے انعامات سے ہمیں متمتع کرنا چاہتا ہے۔

صہ ۱۵-۱۶

ح

حدیث جمع احادیث

۱ - ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ص ۱۲

۲ - اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جبکہ زمین چیخی کہنے خدا اب قیامت تک نبیوں کے قدموں سے خالی رہوں گی -

فاوحی اللہ الیھا انی اخلق علیک اناسا قلوبھم کقلوب الانبیاء الحدیث ص ۱۵

۳ - سیکون فی امتی قوم یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء ای محدثون ص ۱۵

۴ - دمشقی حدیث صحیح مسلم کی نزول مسیح کے متعلق دمشقی حدیث ظاہری تفسیر کے لحاظ سے مخالف قرآن ہے کیونکہ قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت ہے - اگر احاد احادیث کو کتاب اللہ پر مقدم کیا جائے تو دین تباہ ہو جائے - ص ۳۲

۵ - حدیث لا نبی بعدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا - پس مسیح کیونکر نازل ہوگا ۔ ص ۳۴

۶ - اختلاف امتی رحمۃ - اور اسلام کے فرقوں میں کثرت اختلاف کا ذکر - ص ۳۶

۷ - **احادیث**

ا - ان کی قبولیت میں مسلمان فرقوں کا اختلاف ۔ بعض کو شافعی نہیں قبول کرتے - بعض کو حنفی نہیں قبول کرتے - اور صحیح بخاری جو اہلحدیث کے نزدیک اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس کی بعض احادیث حنفی نہیں مانتے - جیسے قرأۃ فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر وغیرہ - ص ۳۱ - ۳۲

ب - **مومنبہ** - حق یہ ہے کہ اکثر احادیث خواہ بخاری کی ہوں احاد ہیں اور بغیر تحقیق و تنقید انہیں قبول نہیں کیا جا سکتا - اور ایسی حدیث کے جو بظاہر مخالف قرآن ہو انکار سے یا اس کی تاویل کر کے مطابق بالقرآن کرنے کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا ص ۳۲

ج - اکثر احادیث ظنیات سے ہیں مگر وہ حصہ جو مومنوں کے تعامل سے ثابت ہے - ص ۳۳

خ

خاتم النبیین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسرائیلی مسیح نبی کا نزول ماننا آپ کے خاتم النبیین ہونیکا انکار کرنا ہے اور جبکہ آپ خاتم المرسلین ہیں تو یہ عقیدہ کہ وہ قرآن کے بعض احکام کو منسوخ کریگا اور بعض زائد کریگا اور چالیس سال تک اُسپر وحی نازل ہوگی کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ ص ۳۴

ختم ولایت

اُمت محمدیہ کے کامل افراد پر ولایت ختم کئے جانیکا استعمال - جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں لکھا ہے - وبک تختم الولایۃ ۔ حاشیہ ص ۲۲

ش

شعر جمع اشعار دیکھو "قصیدہ"

ص

صحابہؓ

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور آپؐ کی آل کی تعریف وثناء - ص۷

۲ - صحابہؓ وتابعین کا نزولِ مسیح پر ایمان اجمالی رنگ کا تھا - ص۸

۳ - موعود مسیحؑ ناصری دیکھو "مسیح ناصری کا موعود"

ع

عبدالقادرؒ

عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب فتوح الغیب سے حوالہ کہ اولیاء سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا اور انبیاء کے علم اور نور اور معجزات وغیرہ سے حصّہ دیتا ہے - ص۱۶ و حاشیہ ص۲۲-۲۸

عقائدِ مسیح موعودؑ دیکھو "مسیح موعودؑ کے عقائد"

علماء

۱ - ان کی بُری حالت کا ذکر ص۱۸

۲ - علماء کا از روئے حسد آپ کی تکفیر کرنا اور آیات دیکھنے پر سحر اور جفر و نجوم قرار دینا ص۳۶

عمرؓ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بحالت خطبہ جمعہ "یا ساریۃ الجبل" کہنے کا واقعہ - حاشیہ ص۲۹-۳۰

ف

فرشتے

ملائکۃ اللہ اور اُن کے مقامات پر ایمان کا اظہار اور اُن کے نزول کی کیفیت کا ذکر - ص۳۴-۳۵

ق

قصیدہ

۱ - قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

تذکر یا اخی یوم التنادی ؛ وتب قبل الرحیل الی المعاد

ص۱۳-۱۴

۲ - دوسرا قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

حداک اللہ ھل تتلی یبا ؟

وھل مثلی یدمر او یجا ؟

ص۳۷-۳۹

قرآن مجید

خدا کا کلام لفظاً لفظاً تواتر سے ثابت ہے - وہ وحی متلو قطعی اور یقینی ہے اور اس کی قطعیت میں شک کرنے والا کافر ہے - اور یہ صرف قرآن کریم کی ہی صفت ہے اور اس کا مرتبہ ہر کتاب اور ہر وحی سے بلند ہے - ص۳۱

م

مجدّد

اِس زمانہ میں فتن کفار اور ضلالت اور مفاسد کی انتہا اور ظہور مجدد کی ضرورت - ص۱۷

محدث

۱ - امتِ محمدیہ میں سے محدثوں یعنی ملہم غیر نبی لوگوں کے آنے کی پیشگوئی - ص۱۵

۲ - مجدد صاحب امام سرہندی علیہ الرحمۃ کے نزدیک محدث کی تعریف - حاشیہ ص۲۵

محمدؐ سید المرسلین وخاتم المرسلین وفخر الاولین

والآخرین اور سالکوں کے لئے سراجِ منیر ہیں۔ صـ۷

مسیح موعودؑ

۱ - آپؑ کی حسنِ ظنی کی مثال

ا - بغدادی کی نسبت فرمایا کہ اُس نے میری بات کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے لعن طعن کی ہے ورنہ وہ ایسا نہ کرتا اور حسنِ ظنی کا اظہار صـ۱۱

ب - اُس کی دھمکیوں کے جواب میں دُعاءِ خیر و عافیت صـ۱۱

۲ - اپنے صدق اور وفاتِ مسیحؑ ناصری پر یقین کامل

ا - سید بغدادی کو لکھا کہ اگر تو اپنے دعووں کی صداقت پر قرآن کی آیات پیش کرے تو میں پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی بات قبول کر لونگا صـ۱۱

ب - سید بغدادی کو دعوت کہ وہ آپکے پاس آکر دو ماہ ٹھہریں تو اللہ تعالیٰ اُن پر حقیقتِ حال منکشف کر دیگا صـ۱۲ و صـ۳۵

ج - اگر نہ آسکیں تو ایک ہفتہ استخارہ کریں اور استخارہ کا طریق۔ اور جب استخارہ شروع کریں اُس وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا میں بھی اُن کے لئے دُعا کروں۔ صـ۱۳

د - علماء کی تکفیر و تکذیب کا خیال نہ کریں۔ وہ زمانہ آرہا ہے جب میرا صدق ظاہر ہو جائیگا اور وہ انکساری کے ساتھ میرے پاس آئینگے صـ۱۲

ھ - سید بغدادی کو اپنے شبہات پیش کرنے کیلئے دعوت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے ان کو دُور کرونگا۔ صـ۱۸

۳ - صداقتِ دعویٰ پر قسم کھانا

ا - واُقسم انني یا ابن الکرام
لقد ارسلت من رب العباد صـ۱۴

ب - حلفیہ بیان کہ میں صادق ہوں اور مفتری نہیں۔ صـ۱۹

ج - خدا تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم کہ میں حق پر ہوں۔ صـ۳۵

۴ - دعویٰ

ا - مطابق حدیث بعثت مجددین ضرورت کے وقت صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مجدد بنایا ہے صـ۱۴ و صـ۱۷

ب - ضعفِ اسلام کے وقت اللہ تعالیٰ کا آپ کو اعلیٰ مراتبِ الہام سے مشرف کرنا اور لوگوں کی طعن و تکفیر کا ذکر صـ۱۸

ج - اللہ تعالیٰ نے مجھے دلی شبہات کو دُور کرنے کی طاقت اور تعلیم اور مخلوق پر اتمام حجت اور حق ظاہر کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ صـ۱۹ و صـ۳۵

د - اپنی مثال اس شخص سے جس نے اپنے محبوب کے لئے ہر چیز قربان کر دی ہو۔ صـ۱۹

۵ - مسیح موعودؑ کے عقائد

ا - ہماری کتاب قرآن ہے اور ہمارے نبیؐ اور محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ صـ۸ و صـ۳۱

ب ۔ مَیں مومن موحد متبع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علوم کا وارث ہوں ۔ ص۳۶

ج ۔ ایمان باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور خاتم الانبیاء ہونے اور قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر ایمان ۔ اور یہ کہ اس کے مخالف ہر قول غیر مقبول ہے خواہ حدیث ہو یا کوئی اور قول ۔ ص۳۱

۶ ۔ تحدیث بالنعمۃ ۔ گو مَیں اپنے آپ کو اپنے بھائیوں پر افضل نہیں قرار دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے منعم علیہم میں داخل کیا ہے ۔

نعمتیں ۔ اُس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اُس نے اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف فرمایا اور وارث انبیاء بنایا

دوسری نعمت قوم نصاریٰ کے فساد کے وقت مجھے کسر صلیب کے لئے مبعوث کیا ہے

تیسری نعمت مجھے آسمانی نشان دیئے ہیں تا مَیں اعداءِ اسلام پر اتمام حجت کروں ۔ اگر کوئی طالب حق صدق ہو کر چالیس دن تک میرے پاس آکر ٹھہرے تو وہ ضرور خدائی نشان دیکھ لیگا ص۳۵

مسیح ناصری

۱ ۔ صعود الی السماء

یہ بات کہ مسیح ناصریؑ زندہ آسمان پر چڑھ گئے اس پر قوم کا اتفاق نہیں بعض وفات کے قائل ہیں اور بعض زندگی کے ۔ نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں آپ کی حیات پر کوئی دلیل نہیں ۔ ص۱۰

۲ ۔ وفات مسیح

ا ۔ آیت یاعیسٰی انی متوفیک اور آیت فلما توفیتنی اور آیت فیمسک التی قضی علیہا الموت اور آیت حرام علی قریۃ اھلکنٰھا انّھم لا یرجعون اور آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے وفات مسیح ناصریؑ پر استدلال ۔ ص۹

ب ۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے آنحضرتؐ کی وفات کے موقعہ پر خطبہ سے وفات مسیح ناصری پر استدلال ص۹

ج ۔ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح ناصری کو وفات شدہ انبیاء میں دیکھنا ۔ ص۱۰

د ۔ تمام صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے ۔

ھ ۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے متوفیک کے معنے ممیتک کے روایت کئے ہیں ۔ ص۱۰

۳ ۔ نزول مسیح ناصریؑ

ا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور وحی نبوت منقطع ہے پھر مسیح نبی کیسے آسکتا ہے ؟ ص۹

ب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ آخری مسیح امت محمدیہ میں سے ہوگا ص۹

ج ۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کا ایمان نزول مسیح پر اجمالی تھا ۔ معنی حقیقی میں ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ قرآن مجید سے اُن کی وفات ثابت ہے ۔ ص۹

د ۔ نزول مسیح کی مثال نزول ایلیاہ کی سی ہے

جس کی بجائے یحییٰ ظاہر ہوئے ۔ صـ ۱۹

ھ ۔ نزولِ مسیح من السماء ناممکن اور مخالفِ قرآن ہے اور یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں آئے ۔ اور احادیثِ مسیح کے امت میں سے آنے پر متفق ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ صـ ۳۳

و ۔ نزول سے مراد ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف سفر کرنا ہے کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ بصورت صحتِ حدیث یہ معنے ہونگے کہ مسیح موعود یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق جائیگا

ز ۔ ہم قدر مشترک پر جو مخالفِ قرآن نہیں ایمان لاتے ہیں کہ مسیح موعود صدی کا مجدد ہوگا ۔ جو نصاریٰ کے غلبہ کے وقت کسرِ صلیب کے لئے آئیگا ۔ صـ ۳۲-۳۳

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

ا ۔ پہلی کتابیں اللہ تعالیٰ کے مکالمات سے جو اس نے اپنے اولیاء سے کئے پُر ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب فتوح الغیب کا حوالہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور انہیں علم اور نور اور بصیرت اور معجزات انبیاء وراثۃً نہ اصالۃً دیئے جاتے ہیں ۔ صـ ۱۶ و حاشیہ صـ ۲۲

ب ۔ غیر انبیاء سے مکالمہ اور وحی اللہ کا ثبوت ام موسیٰؑ ذوالقرنین اور حواریوں کی مثال ۔ صـ ۱۷

ج ۔ کیا یہ عجیب نہیں کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو شرف مکالمہ حاصل ہو مگر امت محمدیہ کے مردوں کو بھی اس سے حصہ نہ ملے ۔ صـ ۱۷ نیز دیکھو "وحی"

ن

نزولِ مسیح ناصریؑ

دیکھو "مسیح ناصریؑ کا نزول"

و

وحی

ا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رسول ہوں یا غیر رسول نبی ہوں یا محدث وحی نازل کرتا اور ان سے کلام کرتا ہے اور آیاتِ قرآنیہ کا ذکر جنہیں ام موسیٰؑ ۔ ذوالقرنین اور حواریوں سے کلام کا ذکر ہے ۔

ب ۔ آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین سے امتِ محمدیہ کے مکالمۂ الٰہیہ سے مشرف ہونے پر استدلال

ج ۔ اولیاء اللہ کے اتفاق کا ذکر کہ محدثوں سے مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے اور سید عبدالقادر جیلانیؒ کی فتوح الغیب سے تائیدی حوالہ کہ خوارق اور کشوف اور مکالمات الٰہیہ سے اہل اللہ شناخت کئے جاتے ہیں ۔ انکی تقیید علامات ۔ اور مجدد امام سرہندی شیخ احمدؒ کا مکتوبات سے حوالہ اور آیت ما فعلتہ عن امری اور حضرت مریمؑ کے متعلق فارسلنا الیھا روحنا الیٰ غلاما ذکیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یاساریۃ الجبل کہنے کا واقعہ ۔ حاشیہ صـ ۲۱-۳۰

د ۔ وحی کی اقسام امام شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات میں ۔ صـ ۲۸ حاشیہ

ولی جمع اولیاء

ا ۔ اولیاء اللہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں ۔ صـ ۱۶

۲۔ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے نور سے منوّر ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ صـ ۲۱

۳۔ اولیاء واقطاب اور ائمہ کی میری طرح تکفیر وتکذیب ہوئی۔ لیکن مخالفین آخر کار ناکام ہوئے۔ صـ ۲۱

۴۔ تمام اولیاء کا اتفاق ہے کہ محدثین سے مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ حاشیہ صـ ۲۲

۵۔ امام سید عبد القادر جیلانیؒ کے کلام سے ظاہر ہے کہ اولیاء پر وحی ایسے ہی نازل ہوتی ہے جیسے انبیاء پر۔ فرق مدارج کا ہے۔ آنحضرتؐ کی وحی سب وحیوں سے اقویٰ ہے۔ حاشیہ صـ ۲۷-۲۸

فہرست مضامین "کراماتُ الصادقین"

الف

اللہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا وشکر صـ ۴۳، ۷۱، ۸۹، ۱۰۵

۲۔ اللہ تعالیٰ کی سنتِ غیر متبدلہ کے مطابق آپ کو اس صدی کے سر پر مجدّد کا خطاب دیا جانا۔ صـ ۴۵

۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھو "صفات"

۴۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر صـ ۷۲ و ۹۰

۵۔ اللہ تعالیٰ کا گروہ غالب ومنصور ہوتا ہے۔ صـ ۸۵، ۸۶

۶۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندہ کی توبہ قبول کرنے والا اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ صـ ۸۹

۷۔ اللہ تعالیٰ وحید وفرید لاشریک لذاتہ اور قویؔ اور علیؔ اور اسی کے لئے ملک اور ملکوت اور مجد ہے۔ صـ ۹۰

۸ اللہ تعالےٰ نے کتب اتاریں اور رسول بھیجے صـ ۹۰

۹۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اور دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ صـ ۹۶

۱۰۔ یہ بات سنت اللہ میں داخل ہے کہ جب کسی بندے کو شریک بنایا جاتا ہے تو وہ اس کا مثیل پیدا کرکے اور اس کا نام دیکر اسے بھیجتا ہے اور اس طرح شرک کی بیخکنی کرتا ہے۔ صـ ۱۳۲

آتھم

۱۔ آتھم سے مباحثہ کا ذکر اور اس میں کامیابی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارت اور مواضع مباحثہ صـ ۷۲

۲۔ آتھم کے متعلق رؤیا اور یہ کہ پندرہ ماہ میں مرنے والا ہے۔ صـ ۸۱

۳۔ اگر اسلام لائے تو بچیگا ورنہ مرجائیگا۔ صـ ۸۲

آیات قرآنیہ

۱۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ

ان یأتوا بمثل ھذا القرآن الآیۃ ص۵

۲۔ آیاتِ قرآنیہ جن میں قرآن مجید کی صفاتِ عالیہ کا ذکر ہے۔ ص۵۱-۵۲

احمدؐ

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کا نام ہے ان احمد اطھر ص۸۵

۲۔ احمدؐ کے فیضان سے مَیں احمد بن گیا۔ ص۹۱

اخلاص

ا۔ جب تک بندہ حقیقتِ اخلاص کو نہ سمجھ لے اور پھر اُس پر قائم نہ رہے ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ ص۱۲۴

ب۔ اور نفس اور شرور کے غوائل سے نہیں بچ سکتا۔ جبتک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی وجہ سے اُسے قبول نہ کرے اور اُسکی حفاظت میں آجائے ص۱۲۴

ادب

جو ناصح سے ادب نہیں سیکھتا اُسے مصائبِ زمانہ ادب سکھاتی ہیں۔ ص۱۰۲

اسلام

اسلام پر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مجدّد کی تکفیر کی جاتی ہے ص۹۵

اعتقاد

اعتقاد علم کی بنا پر ہوتا ہے۔ ص۴۷

الہام

۱۔ "دانی انا الرحمٰن ناصر حزبہ" ص۸۶

۲۔ انی مھین من اراد اھانتک ص۹۷

۳۔ الہامات متعلقہ احمد بیگ اور سلطان محمد اور بقیہ افرادِ خاندان۔ ص۱۹۲

انجیل جمع اناجیل

۱۔ انجیل میں جو ایمانداروں کی علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ اب کسی عیسائی میں نہیں پائی جاتیں ص۵۵

۲۔ انجیل تورات اور قرآن کی تعلیم کا مقابلہ رحم و عفو اور سختی و انتقام کے لحاظ سے ص۵۷

۳۔ اناجیل محرف و مبدّل ہیں۔ ص۴۷ و ص۷۹

انعام

کرامات الصادقین جیسا رسالہ لکھنے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام۔ ص۴۱ و ۴۲ و ۴۳

ایمان

حقائق و معارف مدارِ ایمان نہیں فقط زیادتِ عرفان کا موجب ہیں اور در اصل مواہب اور رُوحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں ص۵۳

ب

پیشگوئی جمع پیشگوئیاں

۱۔ مکفرین علماء سے خطاب کہ ایسا رسالہ لاؤ۔ یہ فیصلہ کا طریق ہے لیکن تم ایسا نہیں کرسکو گے اور خدا تعالیٰ تمہیں رسوا کریگا اور تمہاری جہالت مخلوق پر ظاہر کریگا۔ ص۴۲

۲۔ اِس رسالہ میں جو سورۂ فاتحہ کی تفسیر اور قصائد لکھنے میں مقابلہ کی دعوت دی گئی ہے ہم فراستِ ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کرتے ہیں کہ شیخ محمد حسین بٹالوی اس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز

قبول نہیں کرینگے۔ اور دوسرے مکفر مولویوں میں سے جو اُن کی حمایت کے لئے اٹھیگا وہ مطابق الہام انّی مھین من اراد اھانتک مُنہ کے بل گرایا جائیگا۔ ص ۶۶-۶۷

۳ - و واللہ یأتی وقت تصدیق کلمتی و یبدی لک الرحمٰن ماکنت تفھم
ص ۷۴

۴ - میرا خدائے مہیمن مجھے ضائع نہیں کریگا اور میری نصرت فرمائے گا۔ ص ۸۴

۵ - امام الانام محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شہروں میں تعریف پھیلے گی۔ ص ۷۹

۶ - خدا تعالیٰ کاذب تارک ہدایت کو ذلیل کرے گا۔
ص ۸۶

۷ - ومن اکثر التکفیر یوما سیکفر
چنانچہ بٹالوی کی تکفیر ہوئی۔ ص ۸۷

۸ - پیشگوئی متعلقہ احمد بیگ اور اُس کے داماد سلطان محمد اور اس کے قریبی خاندان سے متعلق جو تقریبًا دہریہ تھے اور اپنے متعلق نشانِ الٰہی دیکھنے کے خواہاں تھے۔ ص ۱۹۲

۹ - لیکھرام پشاوری کے خلاف دُعا اور بشارت قبولیت کہ چھ سال کے عرصہ میں ہلاک ہوجائیگا
ص ۱۶۲-۱۶۳

۱۰ - آتھم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس) کے اختتام پر سُنائی گئی۔
ص ۱۶۴

ت

تفسیر

۱ بالمقابل تفسیر لکھنے کیلئے چیلنج

أ - عربی زبان میں ایک سورۃ قرآن کی تفسیر اور سَو شعر کا قصیدہ در نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کیلئے میاں بطالوی اور دیگر مخالفین کو چیلنج۔ اُنکی تفسیر اور قصیدہ کے بصورت افصح و ابلغ یا مساوی ہونے کے اپنے دعوٰی سے توبہ کردونگا اور اپنی کتابیں جلا دونگا اور بصورت مغلوبیت میاں بطالوی کو اپنے بیانات تکفیریہ وغیرہ میں کاذب ہونیکا اعلان کرنا ہوگا اور بصورت عدم مقابلہ وہ دس لعنتوں کے وارث ہوں گے اور بٹالوی کا شرمناک عذر اور تفسیر لکھنے سے گریز۔ ص ۴۶-۴۷

ب - اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۸ ص ۱۹۰-۱۹۲ میں ریکیک شرطوں سے مقابلہ کرنے سے اپنا پیچھا چھڑانا۔ ص ۶۴

ج - آخری دفعہ اتمام حجت کے طور پر رسالہ کرامات الصادقین جیسا رسالہ مشتمل بر تفسیر سورۃ فاتحہ اور قصائد لانے کیلئے میاں بٹالوی اور دیگر علماء کو چیلنج اور ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ۔ اور فی غلطی پانچ روپیہ دینے کا وعدہ۔
ص ۴۸-۴۹، ۶۶

۲ - تفسیر آیاتِ قرآنیہ

۱ - ذکر للعالمین یعنی قرآن ہر ایک قسم کی فطرت کو

اس کے کمالات مطلوبہ یاد دلاتا ہے اور ہر ایک رتبہ کا آدمی عامی ہو یا فلسفی فائدہ اٹھاتا ہے
ص ۵۲

۲ - لمن شاء منکم ان یستقیم۔ یعنی انسانی درخت کی تمام شاخوں کی پرورش کرنیوالا اور حدِّ اعتدال پر لانے والا ہے۔ ص ۵۲

۳ - ما فرطنا فی الکتٰب من شیٔ یعنی کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ص ۵۲

۴ - فلا اقسم بمواقع النجوم کی لطیف تفسیر اور اس اعتراض کا جواب کہ اگر علم قرآن خاص بندوں سے مخصوص ہے۔ تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مؤاخذہ ہوگا۔ ص ۵۲-۵۳

۵ - اصلها ثابت یعنی انسان کی سلیم فطرت اس کو قبول کرتی ہے۔ ص ۵۳

۶ - فرعها فی السماء یعنی بڑے بڑے معارف پر مشتمل ہے جو قانونِ قدرت کے موافق ہیں
ص ۵۲-۵۳

۷ - تؤتی اکلها کل حین۔ یعنی دائمی طور پر روحانی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے ص ۵۳

۸ - یهدی للتی هی اقوم۔ سیدھی راہ سے مراد وہ راہ ہے جو انسانی سرشت سے بالکل مطابق اور فطرت انسانی سے نہایت نزدیک ہے۔ اور جن کمالات کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے قرآن اُن کی راہیں اس کو دکھلاتا اور آسان کر دیتا ہے۔ اقوم سے یہی راستی مراد ہے۔ ص ۵۳-۵۴

۹ - انه لقول فصل یعنی اس میں تمام اقسام حکمت الٰہی کے موجود ہیں کیونکہ ناقص قاضی اور حَکَم نہیں ہو سکتی۔ وہی ہوگی جو جامع جمیع علوم حکمیہ ہوگی۔ ص ۵۴

۱۰ - هدی للناس و بینات من الهدی والفرقان کی تفسیر۔ ص ۵۴

۱۱ - ما هو علی الغیب بضنین - یعنی اس میں امورِ غیبیہ بھرے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پاکر امورِ غیبیہ کو پا سکتا ہے۔ انجیل میں بیان کردہ ایمانداروں کی علامتیں کسی عیسائی میں نہیں پائی جاتیں۔ لیکن قرآن میں بیان کردہ علامتیں صدہا مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ص ۵۴-۵۵

۱۲ - اقاموا التورٰة والانجیل یعنی ایمانداروں کی وہ علامتیں دکھائیں جو ان کی کتاب میں بیان ہوئی ہیں۔ ص ۵۶

۱۳ کتابا متشابها۔ یعنی اس کی تعلیمات نہ باہم اختلاف رکھتی ہیں۔ نہ قانونِ قدرت کے منافی ہیں۔ انسانی فطرت اور قویٰ کے لحاظ سے ضروری کمال کے مناسب حال اسکی تعلیم ہے یہ صفت تورات و انجیل کی تعلیم میں نہیں اور اس کی مثال۔ ص ۵۷-۵۸

۱۴ - مثانی یعنی قرآن کریم کی آیات معقولی

اور رُوحانی دونوں طور کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ صفحہ ۵۸-۵۹

۱۵۔ نسالت اودیۃ بقدرھا یعنی قرآن تمام طبائع انسانی کے مرتبہ فہم اور عقل ودراک کی تربیت کرنے والا ہے۔ معارف کا وسیع دریا ہے کہ محبت الٰہی کے تمام پیاسے اور معارف حقہ کے تمام تشنہ لب اس سے پانی پیتے ہیں۔ صفحہ ۶۰-۶۱

۱۶۔ قل لوکان البحر مدادا لکلمات ربّی کے ایک معنے یہ ہیں کہ خواص مخلوقات بے حد و نہایت ہیں۔ تمام مخلوقات اپنے مجازی معنی کی رو سے کلمات اللہ ہی ہیں کیونکہ وہ کلمہ کن فیکون سے نکلے ہیں صفحہ ۶۰-۶۱

۱۷۔ یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا یعنی ہر ایک رتبہ اور طبقہ کے انسان آپ کی امت میں داخل ہیں۔ اور قرآن ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور درحقیقت آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ صفحہ ۶۱

۱۸۔ ویحمل عرش ربّک فوقھم یومئذ ثمانیۃ کی تفسیر۔ صفحہ ۱۲۹

۱۹۔ استوٰی علی العرش۔ عرش اور استوٰی کی حقیقت۔ صفحہ ۱۲۹-۱۳۰

۲۰۔ والمدبرات امرا کی تفسیر صفحہ ۱۳۰

۳۔ تفسیر سورۃ فاتحہ

۱۔ اس سورۃ کے ایسے نکات و حقائق جن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص کیا ہے تا میری تائید فرمائے اور منکرین پر اپنی حجت پوری کرے۔ صفحہ ۱۰۶

۲۔ بسملہ کی تفسیر چھوڑنے کی وجہ صفحہ ۱۰۶

۳۔ الحمد للہ

ا۔ اس کے لغوی معنے صفحہ ۱۰۶

ب۔ مدح اور شکر اور حمد میں معانی کے لحاظ سے فرق۔ صفحہ ۱۰۶

ج۔ شکر اور ثنا کی بجائے الحمد کے ساتھ شروع کرنیکی وجہ کہ دونوں کا مفہوم مع شئ زائد الحمد میں آجاتا ہے۔ نیز اسلئے بھی کفار کا ردّ کیا جو اپنے بتوں اور مُردوں وغیرہ کی حمد کیا کرتے تھے کیا وہ صفت ربوبیت رحمانیت وغیرہ سے متصف تھے؟ صفحہ ۱۰۷

د۔ الحمد میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ خدا کی شناخت اُس کی صفات اور کمالات سے ہوتی ہے اس کے محامد بے شمار ہیں اور وہ مستجمع جمیع صفات کاملہ اور محامد تامہ ہے صفحہ ۱۰۷-۱۰۸

ھ۔ الحمد للہ میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ معرفت الٰہی کے بارہ میں غلطی سے یا خدا کے سوا معبود اختیار کرکے جو

ہلاک ہوا تو وہ کمالاتِ الٰہیہ کی رعایت نہ
کرنیکی وجہ سے ہوا جیسا کہ عیسائی ۔ ایسی
غلطیوں سے بچنے کا علاج کمالات اور صفاتِ
الٰہیہ میں غور کرنا ہے ۔ ص ۱۰۹

د ۔ یہ بھی اشارہ ہے کہ خدا وہی ہے جو
الحمدللہ کا مصداق ہے ۔ ص ۱۰۹

ذ ۔ اس میں نصاریٰ اور بُت پرستوں کا ردّ
ہے اور اس کی تفصیل ۔ ص ۱۰۹

ح ۔ عیسائیوں اور بُت پرستوں پر اظہارِ تعجب
ایک طرف خدا کو نقص ذہول اور تغیّر
اور بُرائی اور عیب سے منزہ مانتے ہیں پھر
اُسکی طرف عیب و نقصان بھی منسوب کرتے
ہیں ۔ ص ۱۱۰

ط ۔ الحمدللہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے
کہ جب اُن سے خدا کے متعلق سوال ہو ۔ تو
جواب دیں کہ ہمارا خدا وہ ہے جس کے لئے
ہر حمد اور ہر نوع کمال و قدرت ثابت
ہے ۔ ص ۱۱۰

۴ ۔ تفسیر ربّ العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

ا ۔ عالَم کے لغوی معنے اور جو صانع کامل
واحد مدبّر بالارادہ پر دلالت کرتا ہے ص ۱۱۰

ب ۔ یہ چاروں صفات ان فیوضِ الٰہیہ کیلئے
جو اہل ارض و سماء پر نازل ہوتے ہیں بطور
منبع اور چشمہ کے ہیں ۔ ص ۱۱۰

ربّ العٰلمین (ا) صفات افاضہ
کے لحاظ سے اوسع الصفات اور اس کا فیضان
اعم ہے کیونکہ جانداروں غیر جانداروں ۔
آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے ۔ یہ فیضان
ہمیشہ جاری ہے ۔ اگر ایک لمحہ کیلئے بھی منقطع
ہو جائے تو زمین و آسمان میں فساد واقع ہو
جائے ۔ ہر چیز صفتِ ربوبیت کے ماتحت
وجود پذیر ہوتی اور انواع و اقسام میں تقسیم
ہوتی ہے ۔ ص ۱۱۱

ب ۔ اس صفت کا تقدم دوسری صفات پر
فطری اور طبعی ہے ۔ ص ۱۱۱

الرحمٰن اس صفت کا فیضان عام
ہے جس سے زمین و آسمان کی ذی رُوح اشیاء
منتفع ہوتی ہیں ۔ اس صفت کا فیضان عمل یا
شکر کے نتیجہ میں نہیں بلکہ فضل کے طور پر ہے ۔
جیسے سورج چاند ستارے بارش ہوا پھل
دودھ دوائیں وغیرہ کا وجود اس صفت کے
ماتحت ہے ۔ اور اسی فیضان کی طرف آیات
رحمتی وسعت کل شیء ۔ الرحمٰن علّم
القرآن ۔ اور من یکلؤکم باللیل و
النہار من الرحمٰن اور ما یمسکھن
الا الرحمٰن میں اشارہ ہے ۔ ص ۱۱۲-۱۱۳

الرحیم تیسری صفت فیضان کی صفت
رحیم ہے اس کا فیضان خاص ہے ۔

ا ۔ یہ فیضان صرف مومنوں کیلئے ہے ۔
اور اسکی تفصیل ص ۱۱۳

ب۔ کفارہ کا عقیدہ صفتِ رحیمیت کے منافی ہے کیونکہ غیر مجرم کو سزا دینا عدل اور رحم دونوں کے منافی ہے۔ ص ۱۱۴

ج۔ صفتِ رحیمیت مومنوں کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ آیت وکان بالمومنین رحیما اور آیت واللہ غفور رحیم سے ظاہر ہے۔ ص ۱۱۵

مالک یوم الدین

چوتھی قسم فیضانِ اخص ہے۔

ا۔ یہ مالکیت کی مظہر تام ہے اور یہ فیض سب فیوض سے اکبر و اعلیٰ فیض اور اس دنیا کے درختوں کا پھل ہے جو فناء دنیا کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور وہ عالم لطیفہ ہے جس کے اسرار دقیق اور انوار کثیرہ ہیں۔ ص ۱۱۶

ب۔ اس اعتراض کا جواب کہ عادل یوم الدین کیوں نہ کہا؛ اس لئے کہ عدل حقوق کے قائم کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں اور نجات مومنوں کے لئے بطور موہبت ہے۔ ص ۱۱۶

ترتیب صفات اور پانچ سمندر

ان صفات کی ترتیب اور اگلی آیات میں جو ایک ایک صفت کے مقابلہ پر ہے کمال بلاغت پائی جاتی ہے گویا یہ چاروں صفات اسم ذات کے ساتھ پانچ سمندر ہیں جو اگلے پانچ جملوں کے لئے بطور چشمہ ہیں۔

پہلا بحر اللہ ہے اور اس کے مقابلہ میں جملہ ایاک نعبد ہے جس میں اللہ کی جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے معبودیت کا اقرار پایا جاتا ہے۔ اسلئے یہ جملہ الحمد للہ کے مقابلہ میں ہے۔ ص ۱۱۷

دوسرا بحر رب العلمین ہے اس کے مقابلے میں جملہ ایاک نستعین ہے۔ ص ۱۱۸

تیسرا بحر رحمٰن ہے اس کے مقابلے میں اھدنا الصراط المستقیم ہے۔ ربوبیت تو پیدا کرنے اور تسویہ وجود کا نام ہے اور رحمانیت کا مرتبہ اس کے بعد ہے جو ہر چیز کو اس کے وجود کا مطلوب بخشتی اور اس کو لباس اور زینت دیتی ہے۔ ص ۱۱۸

چوتھا بحر الرحیم ہے۔ اس کے مقابلہ میں صراط الذین انعمت علیھم ہے۔

پانچواں بحر مالک یوم الدین ہے جس کے مقابلے میں غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور کسی کو ضلالت میں چھوڑ دینے کی اصل حقیقت یوم المجازات کو ظاہر ہوگی۔ اور یہ صفت درحقیقت ہدایت اور ضلالت دونوں کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ ص ۱۱۸

۵ - تفسیر آیت ایاک نعبد وایاک نستعین

ا - ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرنے میں استعانت اور دعا سے قبل جسمانی تفضلات کی طرف اشارہ ہے جن پر بندہ شکریہ ادا کرتا اور پھر دعا کرتا ہے۔ صـ ۱۱۹

ب - اس آیت میں حاصل شدہ نعمتوں پر شکر اور دعا پر صبر و استقلال کی طرف اشارہ ہے صـ ۱۲۰

ج - اس آیت میں خوف و رجاء کے ساتھ اس شیر خوار بچے کی طرح جو دودھ پلانے والی دایہ اور موت کے ہاتھ میں ہو نہایت احتیاج کے ساتھ دعا کرے اور اس میں ضعف بشریت کے اظہار کے لئے بھی ترغیب ہے۔ صـ ۱۲۰

د - ایاک نستعین میں نفس امارہ کے شر کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے صـ ۱۲۰

ھ - نعبد کو نستعین پر مقدم کرنے میں اور بھی نکات ہیں - صـ ۱۲۰

مثلاً (۱) ایاک نعبد میں تکلف اور شیطانی اوہام اور ظلمتی حالت میں عبادت کرنے کی طرف اشارہ ہے اور ایاک نستعین میں دعا - کہ اے خدا ہمیں ذوق اور شوق اور حضور دل اور سرور و نور عطا فرما۔ صـ ۱۲۱

(۲) ہم حتی المقدور مجاہدات کے ساتھ تیری رضا کے طالب ہو کر عبادت کرتے ہیں - ایاک نستعین اے خدا ہمیں عجب اور ریاء وغیرہ سے محفوظ رکھ - صـ ۱۲۱

(۳) ایاک نعبد یعنی ہم موحد ہیں اور صرف تجھے ہی معبود جانتے ہیں - اور جمع متکلم کا صیغہ اس لئے اختیار کیا کہ سب مسلمان بھائیوں کے لئے دعا ہو - اور ہر ایک اپنے بھائی کے لئے ایسے دعا کرے جیسے وہ اپنی ذات کے لئے کرتا ہے - صـ ۱۲۱

۶ - تفسیر اھدنا الصراط المستقیم - غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

ا - منکرین تاثیر دعا کا اسمیں رد کیا ہے اور بتایا کہ دعا کرو کیونکہ مقبول دعا داعی کو منعمین میں داخل کرتی ہے - صـ ۱۲۲

ب - اس آیت میں ان علامات کی طرف بھی اشارہ ہے جن کے ذریعے علی طریق الاصطفا قبولیت دعا کا علم ہوتا ہے - صـ ۱۲۲

ج - جن کو قبولیت دعا کا تجربہ ہے انہیں قبولیت دعا میں شک نہیں ہوتا - شک انہی کو ہوتا ہے جو قبولیت دعا سے محروم ہوتے ہیں - صـ ۱۲۳

۷ - سورۂ فاتحہ میں دیگر نکات

(۱) اس کی سات آیتیں ہیں - پہلی آیت میں پیدائش عالم کا ذکر ہے اور آخری آیت میں اس قوم کی طرف اشارہ ہے جن پر اور ان کے امثال پر قیامت قائم ہو گی - صـ ۱۲۲-۱۲۳

(۲) سات آیات رکھنے میں اشارہ ہے کہ دُنیا کی عمر بھی سات ہزار سال ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ ہمارے سالوں کی طرح کے ہزار ہیں یا اُن سے مختلف لیکن یہ معلوم ہے کہ سات میں سے ایک ہزار سال رہ گیا ہے جس کے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جدید تصرفات کا ارادہ کیا ہے اور پہلی قرون کو ختم کر کے دوسروں کو پیدا کریگا۔ صـ۱۲۳

(۳) چھٹی آیت اھدنا الصراط المستقیم میں اشارہ ہے کہ

ا - جیسے آدم چھٹے دن میں پیدا کیا گیا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد ہمیں زندگی کی رُوح پھونکی گئی۔ اسی طرح چھٹے ہزار میں ایک شخص پیدا ہوگا جو ضائع شدہ ایمان والی قوم کا آدم ہوگا اور اُن کے دلوں کو زندہ اور انہیں عرفان عطا کریگا۔ صـ۱۲۳

ب - اس میں معرفتِ صفاتِ الٰہیہ اور اُس کے انعامات کے حصول کی ترغیب اور دُعا کیلئے اشارہ ہے۔ صـ۱۲۳

(۴) مغضوب علیھم سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے منعم علیہم سے تھے۔ پھر نعمتوں اور آسائشوں میں خدا کو بھول گئے اور شہوات میں پڑ کر اصل منعم کو بھول گئے اور کافر ہو گئے۔ صـ۱۲۳

(۵) ضآلین سے مراد وہ لوگ ہیں جو راہِ صواب پر چلنا تو چاہتے تھے لیکن ان کے ساتھ علومِ صادقہ اور معارف نیّرہ نہ تھے اس لئے خیالاتِ وہمیہ سے مغلوب ہو کر انہوں نے مخالف فطرت انسانی عقائد اختیار کرلئے۔ صـ۱۲۳

(۶) اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا میں اشارات

ا - ثبات علی الہدایۃ بغیر دائمی دُعا کے نہیں ہوسکتا

ب - خدا تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر انسان ہدایت نہیں پا سکتا۔

ج - مراتب ہدایت غیر متناہیہ ہیں اور اُن تک پہنچنے کے لئے دُعائیں سیڑھیاں ہیں اور تارکِ دُعا ان سیڑھیوں کو ضائع کر دیتا ہے جو بغیر دُعا کے ہدایت پر آنیکا مدعی ہے۔ قریب ہے کہ وہ شرک اور ریاء میں مبتلا ہو اور مخلصوں سے خارج ہو جائے۔ صـ۱۲۴

(۷) اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دُعا سکھائی ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کے مشابہ اعمال سے بچیں اور ہمیشہ دعا اور استعانت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑیں۔ نہ یہود کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھولیں اور نہ نصاریٰ کی طرح علوم صادقہ چھوڑیں اور دُعا کرنے سے رکیں اور طلب ہدایت میں کمزوری دکھائیں۔ صـ۱۲۴

(۸) اس سورۃ میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی آخری حالت بیان کی کہ ایک تو انعامات

کے بعد مغضوب ہوگئے دوسرے اپنے رب کی صفات
کو بھلا کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر گمراہ ہو
گئے۔ اس میں اشارہ کیا کہ مسلمان بھی آخری
زمانہ میں اپنے افعال و اعمال میں انکے مشابہ
ہو جائیں گے۔ لیکن خدا کا فضل انکے شامل حال
ہوگا۔ اور وہ اُن کو صالحین میں داخل کر
دے گا۔ ص ۱۲۵

(۹) اس سورۃ میں برکاتِ دُعا کی طرف بھی
اشارہ ہے اور یہ کہ ہر چیز آسمان سے نازل
ہوتی ہے۔ ص ۱۲۵

(۱۰) اس سورۃ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ سعید
وہ ہے جس میں دعا کے لئے جوش ہو اور وہ
اس راہ میں تھکے نہیں۔ ص ۱۲۶

(۱۱) اشارہ ہے کہ صفات اللہ بندے میں اس کے
ایمان کے مطابق مؤثر ہوتی ہیں۔ یہاں تک
کہ اس صفت کا عرش اس کا دل ہوتا ہے
اور اس صفت کے رنگ میں رنگین ہو جاتا
ہے۔ ص ۱۲۶

(۱۲) قل الحمد للہ کی بجائے الحمد للہ کہنے
میں اس طرف اشارہ ہے کہ گویا حمد اور
یہ یقین کرنا کہ وہ چاروں صفات سے متصف
ہے ہماری فطرت میں داخل ہے اور اسمیں اشارہ
ہے کہ انسان فطرتِ اسلام پر پیدا ہوا ہے۔
ص ۱۲۶

(۱۳) صراط الذین انعمت علیہم میں امتِ محمدیہ
کے لئے یہ بشارت ہے کہ وہ پہلے منعم علیہم کی طبائع
پر پیدا کئے گئے ہیں اور انہی کی استعدادیں اُن میں
موجود ہیں۔ کوشش کر کے ان کے کمالات کو حاصل
کر سکتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کی رُوح
پہلے منعم علیہ سے مناسبت طبیعت کے لحاظ سے
آپس میں اتصال پیدا کر لے تو اس منعم علیہ کے
دل سے دوسرے کے دل کی طرف فیض نازل ہوتا
ہے اور جب یہ فیض اپنے کمال کو پہنچ جائے
اور اس رُوح سے کمال مشابہت اور اتحاد پیدا
کر لے تو اس کو اُس نبی یا ولی کا نام دیدیا جاتا
ہے۔ گویا جب کسی شخص کا قلب کسی نبی کے
قلب سے مشابہت قوی اور تامہ اختیار کر لیتا
ہے تو وہ اُسکا نام دیا جاتا اور اُسوقت آتا ہے
جب اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اور
نزولِ مسیحؑ کا سرّ بھی یہی ہے کہ آنے والے مسیح کو
پہلے مسیح سے جوہر اور طبیعت میں یکسانیت کی
وجہ سے اس کا نام دیا گیا اور یہ اسرارِ الٰہیہ
میں سے ایک سرّ ہے۔ ص ۱۲۶-۱۲۸

(۱۴) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم میں باریک شرک سے نفوس کے تزکیہ کی
طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اکثر شرک انبیاء اور
اولیاء کی اطراء سے ہوا ہے۔ جیسے عیسائیوں نے
کیا۔ پس اس آیت میں کمالاتِ انبیاء کے حصول کے
لئے دعا سکھائی گئی تا معلوم ہو کہ انبیاء اور اولیاء
کے کمالات اور صفات ایسی نہیں تھیں کہ وہ کسی اور

میں نہ پائی جا سکیں بلکہ بتایا کہ نبی اور مرسل اور محدث اسی لئے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ اُن کے رنگ میں رنگین ہوں اور اُن کے کمالات کے وارث بنیں نہ یہ کہ انکو معبود بنالیں۔ اسی لئے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کسی بندے کو شریک بنالیا جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کا مثیل پیدا کرکے اور اس کا نام اور اس کے کمالات دیکر اُسے مبعوث کرتا اور شرک کو باطل کرتا ہے پس یہ آیت بتاتی ہے کہ مومن قیامت کے دن تک سابق انبیاء اور رسولوں اور صدیقوں کے وارث ہونگے اور ان جیسے انعامات پائیں گے ایاک نعبد میں خالص توحید کی تعلیم دیکر آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں شرک کی جڑوں کو کاٹ دیا۔

صـ ۱۳۱-۱۳۲

(۱۵) اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ سب سے بڑی نعمت صراط مستقیم ہے اور اسکی حقیقت بندے کا اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب اور اس کی رضا سے راضی اور جان و دل یعنی اپنے آپ کو کلی طور پر اس کے سپرد کر دینے کا نام ہے اور یہی صراط مستقیم سیر سالکین کی منتہا ہے اور اس کی تفصیل۔ صـ ۱۳۳-۱۳۵

(۱۶) غیر المغضوب علیھم کے جملہ میں خدا تعالیٰ کے ساتھ حسن آداب اور تأدب کی رعایت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دُعا کے کچھ آداب ہیں۔ صـ ۱۳۵

(۱۷) مغضوب علیھم اور الضالین سے کون لوگ مراد ہیں اور انکے اوصاف کا ذکر۔ صـ ۱۳۵-۱۳۶

(۱۸) اگر مغضوب علیھم اور الضالین اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے تو اللہ تعالےٰ انہیں گمراہی کی راہوں سے بچالیتا۔ خلاصہ یہ کہ اس دُعا کے کرنے سے انسان ہر کجی سے نجات پاتا اور اُس پر دین قویم ظاہر ہوتا ہے۔ صـ ۱۳۶

(۱۹) انبیاء اور رسول آخر تک اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا کرتے رہے کیونکہ رشد و ہدایت کے مراتب غیر متناہی ہیں۔ صـ ۱۳۶

(۲۰) اس دُعا کے کمالات میں سے یہ بھی ہے۔ کہ مختلف المراتب تمام لوگوں اور ہر فرد کے مناسب حال ہے اور غیر محدود دُعا ہے اور ہر چیز سداد اور استقامت پر مشتمل ہے۔ صـ ۱۳۶-۱۳۷

(۲۱) ایک قول یہ ہے کہ طریق اسوقت صراط کہلاتا ہے جب اُس میں پانچ باتیں پائی جائیں ۱۔ استقامت ۲۔ مقصود تک یقینی طور پر پہنچانا ۳۔ قریب ترین راستہ کا ہونا ۴۔ اور اس پر چلنے والوں کے لحاظ سے اُس کی وسعت ۵۔ اور سالکوں کے نزدیک مقصود کیلئے اس راستہ کا معیّن ہونا۔ کبھی اسکی اضافت خدا کی طرف اور کبھی اہل سلوک بندوں کی طرف کی جاتی ہے۔ صـ ۱۳۷

(۲۲) سورۃ فاتحہ کا انجیلی دُعا سے جو مسیح نے سکھائی تقابل صـ ۱۳۷

ل - انجیلی دُعا صفاتِ ربّانیہ میں تفریط کرتی اور
فطرتِ انسانی کے مقاصد پر حاوی نہیں اور
اس کا ثبوت فقرہ ولیتقدس اسمک ہے
گویا اُسے تقدس کے مراتب حاصل نہیں - اور
اس کی تفصیل - صـ ۱۳۷ - ۱۳۸

ب - انجیلی دُعا سے ظاہر ہے کہ خدا اپنے کمالاتِ
منتظرہ کے لئے بندوں کی دعاؤں کا محتاج
ہے - صـ ۱۳۸

ج - ایک نقص انجیلی دُعا میں یہ ہے کہ وہ تنزیہہ
اور تقدیس پر جو صفاتِ سلبیہ سے ہے مشتمل
ہے - دوسرے کمالات اور صفات ثبوتیہ
سے خالی ہے - مگر قرآنی دُعا تمام صفاتِ کاملہ
ثبوتیہ پر مشتمل ہے اور یہ سب کمالات خداتعالیٰ
کو بالفعل حاصل ہیں اور اسکا ثبوت - صـ ۱۳۸

د - الحمد للہ میں ال استغراق کا ہے اور
تمام محامد استحقاق کے طور پر خداتعالیٰ کو حاصل
ہیں - اور یہ کہ صفاتِ الٰہیہ اور کمالات بے حد
و بے شمار ہیں - صـ ۱۳۹

ھ - مالک یوم الدین کی صفت اس جہان
میں بھی جاری ہے - صـ ۱۳۹

و - الحمد للہ رب العلمین سے یوم الدین تک
دہریوں ملحدوں اور نیچریوں کا جو خداتعالیٰ کو
علتِ موجبہ کے طور پر مانتے ہیں اور صفات اللہ
کو نہیں مانتے لطیف ردّ ہے - اور اس کی
تفصیل - صـ ۱۳۹

ز - قرآنی دعا میں جن صفات کا ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ
کو مستحق عبادت ثابت کرتی ہیں - لیکن محض تقدیس
جس کا ذکر انجیلی دعا میں ہے دعا اور عبادت
کی محرک نہیں ہو سکتی - اور دُعا اور عبادت کے ذکر
سے پہلے محامد کا ذکر صفاتِ باری تعالیٰ کی عظمت
یاد دلانے کے لئے کیا ہے اور یہ چاروں صفات
امہات الصفات مؤثر مفیضہ اور دُعا کیلئے قوی
محرک ہیں اور اس کی تفصیل - سورۂ فاتحہ میں
احسان اور رحمتِ عام کا نہایت خوش اسلوبی
سے ذکر کیا گیا ہے - صـ ۱۴۰ - ۱۴۱

ح - انجیل نے خداتعالیٰ کیلئے "اب" یعنی باپ اور
قرآن نے "رب" کا لفظ استعمال کیا ہے اور
ان دونوں میں بڑا فرق ہے - صـ ۱۴۰

ط - سورۂ فاتحہ میں کمال ترتیب کا ذکر - اللہ
کو مقدم کیا - پھر صفاتِ اربعہ کا - ان میں سے پہلے
ربوبیتِ عامہ جس سے خداتعالیٰ کی ذات کا
ظہور ہُوا - پھر رحمانیت اور رحیمیت اور
مالکیت کا - پھر ان صفات کو سامنے رکھکر
ہدایت اور استقامت طلب کریں - اور ان
صفاتِ عالیہ کا تصور کر کے انسان فطری
طور پر ایاک نعبد کہہ اُٹھتا ہے -
صـ ۱۴۱ - ۱۴۲

ی - انجیلی دعا اور قرآنی دُعا کی تمہیدوں میں
فرق - صـ ۱۴۲ - ۱۴۳

ک - انجیلی دُعا میں آج کی روٹی عطا کر اور

قرآنی دعا اھدنا الصراط المستقیم میں فرق
قرآنی دعا میں اشارہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کی
راحت صراطِ مستقیم اور خالص طاعت میں
ہے ۔ صہ ۱۴۴

۵ ۔ انجیلی دعا میں استغفار کا ذکر روٹی طلب
کرنے یعنی مادی دنیا کے حصول کے لئے ہے
اور قرآنی دعا میں امور روحانیہ کیلئے دُعا
ہے اور مادی دنیا سے دوری کا ذکر اور انکی
صفاتِ عالیہ اور برکات فاتحہ کا ذکر۔
صہ ۱۴۴-۱۴۵

(۲۳) سورۂ فاتحہ میں جس طلب ہدایت کا ذکر ہے
وہ محامد ذات باریؔ اور صفاتِ اربعہ کا
اپنانا ہے ۔ صہ ۱۴۵

(۲۴) ایاک نعبد و ایاک نستعین میں سکھایا
کہ تمام سعادت صفات رب العالمین کی
اقتدا میں ہے ۔ اور حقیقت عبادت کی یہ ہے
کہ بندہ معبود کے رنگ میں رنگین ہو جائے
بندہ عبد اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ اُس کی
صفات صفاتِ الٰہیہ کی ظل ہو جائیں پس
عبودیت کی یہ نشانی ہے کہ اس میں خداؔ کی
طرح ربوبیت پیدا ہو ۔ اسی طرح رحمانیت
اور رحیمیت اور مجازات جو خداؔ کی صفات
کی ظل ہوں ۔ اور یہی وہ صراطِ مستقیم ہے
جس کے طلب کرنے کے لئے ہم مامور ہیں ۔
صہ ۱۴۶

(۲۵) ان درجات کے حصول میں چونکہ ریا جو نیکیوں
کو کھا جاتی ہے اور کبر جو بدیوں کی جڑ ہے
روک تھے اس لئے ایاک نعبد سکھایا ۔ کہ
ریا کی مرض سے انسان بچ جائے ۔ اور کبر سے
بچنے کے لئے ایاک نستعین سکھایا ۔ پس
ایاک نعبد خلوص اور عبودیت تامہ کے حصول
کیلئے اور ایاک نستعین قوت اور اثبات
اور استقامت کے لئے اور اھدنا الصراط
المستقیم اللہ تعالیٰ سے طلب علم اور ہدایت
کیلئے سکھائیں ۔ اور اسطرح بتایا کہ انسانی
نجات کمال اخلاص اور کامل جہد اور کمال فہم
ہدایات ہی سے پا سکتا ہے ۔ ان تین شرطوں
کے بغیر انسان سلوک فی سبیل اللہ میں کامل
نہیں ہو سکتا اور نہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
کا مقام حاصل کر سکتا ہے بلکہ کوئی خادم
ان صفات کے بغیر خدمت کے قابل ہی نہیں
ہو سکتا اور اس کی تفصیل ۔ صہ ۱۴۶-۱۴۸

تقویٰ

مومن کے لئے تقویٰ شرط ہے ۔ صہ ۸۶

تکفیر

جو بکثرت دوسروں کی تکفیر کرتا ہے ایک دن
اُس کی تکفیر کی جاتی ہے ۔ صہ ۸۷

تنبیہہ

مکفرین علماء کو تنبیہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں رسوا
کریگا اور ان کی جہالت ظاہر ہو گی اور کراماتُ الصادقین

جیسا رسالہ نہیں لاسکیں گے۔ ص ۴۲

توحید الٰہی

وحید فرید لا شریک لذاتہٖ ص ۹۰

ح

حجاز

اہلِ حجاز اور ان کے علاوہ دوسرے سب لوگ کبھی مُردہ تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ کیا۔ ص ۹۰ و ۹۳

حزب اللہ

ہم حزب اللہ ہیں اور حزب اللہ ہمیشہ غالب اور منصور ہوتا ہے۔ ص ۷۸ و ۸۶

خ

خاتم النّبیین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلفیہ بیان۔ ص ۶۷

خدا
دیکھو "اللہ"

د

دُعا

۱۔ محمد حسین بٹالوی کے لئے بددعا کہ اے خدا! ایسے مکذب سے تو مؤاخذہ کر۔ ص ۹۴

۲۔ آیت اھدنا الصراط المستقیم میں قبولیتِ دُعا کی علامات کی طرف اشارہ ہے اور منکرینِ تاثیرِ دُعا کا ردّ ہے۔ ص ۱۲۲

۳۔ جنہیں قبولیتِ دُعا کا تجربہ ہے انہیں قبولیتِ دُعا میں کوئی شک نہیں۔ صرف وہی لوگ قبولیتِ دُعا میں شک کرتے ہیں جو قبولیتِ دعا سے محروم ہیں اور خدا کی طرف انہیں کم توجہ ہے۔ ص ۱۲۲

۴۔ عُجب، غفلت اور ریاء کے حجابوں کی وجہ سے بہت کم لوگ دُعا میں کامیاب ہوئے۔ اور اکثر ایسے حال میں دُعا کرتے ہیں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں۔ ص ۱۳۵

۵۔ اللہ تعالیٰ مشرکوں کی دُعا قبول نہیں کرتا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ زید اور بکر کی طرف دیکھتے ہیں۔ ص ۱۳۵

۶۔ جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے وہ حقیقت میں دُعا کرنے والا نہیں ہوتا۔ جو بتوں کے ذریعہ یا کسی اَور کے ذریعہ صرف اپنے مقصود اور مطلوب حاصل کرنا چاہتا ہے بلکہ داعیٔ صادق وہ ہے جو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ص ۱۳۵

دین

ہمارا دین اور عیسائی کا دین مساوی نہیں کیونکہ روشن ستارہ اور دھواں مساوی نہیں ہوتے۔ ص ۷۹

ر

ربّ العالمین — دیکھو زیر تفسیر

رحمٰن — دیکھو زیر تفسیر

رحیم — دیکھو زیر تفسیر

رسالہ (کرامات الصادقین)

ہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر رسالہ ص ۴۳

رفق

ترفق فان الرفق الناس جوھر ص ۱۰۲

رؤیا

۱ - الہم تعرف فن رؤیا کیف تحققت
بٹالوی سے متعلق کسی رؤیا کی طرف اشارہ
ہے - ص ۹۷

۲ - رؤیا غریبہ محمد سعید طرابلسی شامی کی ایک
رؤیا - ص ۱۹۰

ش

شعر جمع اشعار دیکھو "قصیدہ"

ص

صحابہؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا ذکر
جو آپؐ کے ذریعے ہدایت حاصل کر کے خیار الناس
ثابت ہوئے - ص ۴۴ و ۹۲

صفات الٰہیہ

۱ - غیور - غفور - خالق کا ذکر ص ۷۴
و ص ۸۰ و ۹۰

۲ - وحید - فرید - قادر - متکبر اور لاشریک
لذاتہ ص ۷۷

۳ - توحید الٰہی کا ذکر ص ۹۰

۴ - احد - صمد - وحید اور لاشریک لہ فی ذاتہ
ص ۱۳۱

۵ - ربوبیت رحمانیت - رحیمیت اور مالکیت
دیکھو زیر "تفسیر"

۶ - صفات الٰہیہ کی دو قسمیں :- ذاتی اور غیر ذاتی

۱ - ذاتی صفات جن پر عالم کا مدار ہے چار ہیں
ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت اور مالکیت
اور صفت غضب ذاتی نہیں بلکہ وہ بعض
اشخاص کے کمال مطلق کے لئے عدم قابلیت
کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے - اور اسی طرح
صفت اضلال کا ظہور گمراہوں کی کجی
کے بعد ہوتا ہے - ص ۱۲۸ - ۱۲۹

۲ - یہ چاروں صفات جو امہات الصفات
ہیں اس دنیا کے آخر تک رہتی ہیں - پھر
آخرت میں ان چار صفات کے نیچے سے
چار اور متجلی ہوتی ہیں اور عرش الٰہی کے
پائے یہی چار صفات ہیں اور ظلی طور پر
عرش الٰہی یا انسان کامل کا دل ان چار
صفات کا حامل ہے اور استوا میں ان
کے کامل انعکاس کی طرف اشارہ ہے
اور پھر ہر عرش کا ہر قائمہ ایک فرشتہ
تک منتہی ہوتا ہے جو اس کا حامل اور
مدبّر امر ہے اور یہی معنے ویحمل
عرش ربّک فوقھم یومئذ ثمانیة
کے ہیں کیونکہ ملائکہ ان صفات کے حامل
ہیں جن میں حقیقت عرشیہ پائی جاتی ہے
اور اس کی تفصیل - ص ۱۲۸ - ۱۳۰

۳ - ملائکہ کا عالم آخرت میں آٹھ ہو جانا
ان چاروں صفات کی زیادتی تجلی

کی وجہ سے ہے۔ گویا اُن کی تجلی دنیا کی نسبت سے دوچند ہو جائیگی۔ صـ۱۳۰

صلیب

بجدا میں صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑونگا صـ۷۹

ع

عبادت

۱۔ عبادت معبود کی تذلل تام سے تعظیم کرنے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے اور نفس اور انانیت سے خالی ہو کر اسمیں فنا ہونے کا نام ہے۔ صـ۱۱۷

۲۔ عبادت کی حقیقت بندے کا اپنے معبود کے رنگ میں رنگین ہونا ہے۔ اور کوئی انسان عبد نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس کی صفات الٰہی صفات کی اظلال نہ ہو جائیں۔ صـ۱۲۹

عبد

عبد مرضی یعنی جس سے خدا راضی ہو اسوقت ہو سکتا ہے جب اس میں تین شرطیں یعنی کمال اخلاص اور کمال جہد اور کمال فہم ہدایات نہ پائی جائیں۔ جن میں اول کی طرف ایاك نعبد میں اور دوسری کی طرف ایاك نستعین میں اور تیسری کی طرف اھدنا الصراط المستقیم میں اشارہ ہے۔ صـ۱۲۶-۱۲۸

عبد الحق غزنوی

عبد الحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر صـ۸۸

عرش

(الف) عرش دنیوی چیز نہیں بلکہ دنیا اور آخرت میں بطور برزخ ہے اور تجلیات ربانیہ رحمانیہ رحیمیہ اور مالکیہ کیلئے مبداء قدیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں داخل ہے اور وہ قدیم ہے ذوالعرش ہے عرش اور استواء کی حقیقت۔ اسرار الٰہیہ میں سے ایک عظیم سر ہے اور اس کا نام عرش اس عالم کی عقول کی تفہیم کے لئے رکھا گیا ہے الی آخرہ صـ۱۲۹-۱۳۰

ب۔ ارواح طیبہ موت کے بعد بذریعہ ملائکہ عرش کے پاس خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان چاروں صفات سے وہ دنیا سے دوچند حظ اٹھاتے ہیں تو وہی صفات آٹھ ہو جاتی ہیں صـ۱۳۰

عقائد

دیکھو "مسیح موعود کے عقائد"

عقل

وعقل الفتی نصف ونصف حواسه صـ۸۱

علماء

۱۔ مکفرین علماء کو رسالہ "کرامات الصادقین" جیسا رسالہ لانے کے لئے چیلنج۔ ایک ماہ کی مہلت اور رسالہ لانے کی صورت میں ایک ہزار روپیہ انعام کا وعدہ۔ صـ۴۲ و ۶۳

۲۔ مکفرین علماء کا آپ کا نام اکفر رکھنے اور ایک مومن اہل قبلہ پر خلود جہنم کے فتوے لکھنے کا ذکر باوجود میرے مسجد میں جو خانۂ خدا ہے قسمیں کھانے کے کہ میں مسلمان ہوں۔ اللہ جلشانہ اور رسول اللہ

کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں تکفیر سے باز نہ آئے
ص ۴۵

۳۔ مکفرین علماء کا آپ کو سراسر جاہل اور علم عربی سے بکلی بے خبر قرار دینا۔ ص ۴۸

۴۔ علماء کے غیظ و غضب کی وجہ یہ ہے کہ مجھے عیسٰی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ص ۸۵

۵۔ مکفرین کو طعن اولیاء اور تکفیر سے باز آجانے اور توبہ کرنے کی تلقین۔ ص ۱۰۰

۶۔ مکفرین علماء اور مشائخ پر اتمام حجت۔ علماء کی تکفیر اور اپنی تالیفات "فتح اسلام" وغیرہ کا اور مکفرین کی بری حالت اور آیات و کرامات اور فتوحات اور پیشگوئیوں کا ذکر۔ ص ۱۶۱-۱۶۳

نیز دیکھو "پیشگوئیاں"

عیسائی

۱۔ موجودہ عیسائیوں میں انجیل میں بیان شدہ مومنوں کی علامات کا فقدان دلیل ہے کہ یا تو وہ بے ایمان ہیں۔ یا وہ شخص کاذب ہے جس نے ان کے لئے ایسی علامتیں قرار دیں۔ اگر مسیح کی طرف سے ہیں تو ان کا کیا قصور اگر کوئی ایمانداری چھوڑ دے۔ بلکہ اس رنگ میں انہوں نے عیسائیوں کے بے ایمان ہونے کی پیشگوئی کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے عیسائیوں کے بعض خواص افراد میں یہ علامتیں پائی جاتی تھیں خوارق ان سے ظہور میں آتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے وہ اس سے محروم ہو گئے۔ ص ۵۵-۵۶

۲۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ بار بار عیسائیوں سے یہ مطالبہ کریں کہ انجیل کی رو سے اپنا ایماندار ہونا ثابت کریں۔ ص ۵۶

۳۔ کوئی عیسائی بحث کا حق نہیں رکھتا جب تک انجیلی نشانیوں کے ساتھ اپنے تئیں سچا عیسائی ثابت نہ کرے۔ ص ۵۶

۴۔ عیسائیوں کے افحام کیلئے خدا تعالیٰ کا آپ کی تائید و نصرت کرنا۔ ص ۴۷

غ

غزنوی

عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر ص ۸۸

غلطیاں

۱۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں لکھیگا ممکن ہے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اس سے ہو جائے اور بباعث خطا نظر کے اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اس پر نظر نہ پڑے۔ ص ۴۷

۲۔ اگر وہ بالمقابل قصائد اور تفسیر لکھیں اور وہ نحوی و صرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مبرا نکلے اور بالمقابل میرے قصائد اور تفسیر سے کوئی غلطی نکالیں تو فی غلطی پانچ روپے انعام دونگا
ص ۴۹ و ۶۴

۳۔ غلطیاں نکالنے کا کسے حق ہوتا ہے؟ مگر شیخ بٹالوی جس نے اردو نویسی میں پیش منفعت کی

علم ادب اور بلاغت وفصاحت کو کیا جانے۔ صـ ۹۴

ف

فاتحہ

سورۂ فاتحہ کی تفسیر دیکھو زیر "تفسیر"

ق

قبر

نبی اپنے عشق کی وجہ سے اپنے محبوب آنحضرت صلعم کی قبر کے روضہ میں داخل ہو جاؤنگا۔ صـ ۹۵

قرآن

۱ ۔ بے انتہائے معارف ۔ قانونِ قدرت سے ثابت ہے کہ جو کچھ خدا سے صادر ہوا خواہ ایک مکھی ہے، وہ بے انتہا عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے جب ہر ایک مخلوق اپنے اندر خواص غیر محدود رکھتی ہے تو خدا کا کلام کیوں اپنے اندر غیر محدود معارف کا حامل نہ ہو؟ صـ ۴۹ ـ ۵۰

۲ ۔ بے نظیری ۔ قرآن کریم کی بے نظیری اپنی بلاغت اور فصاحت ہی کی رُو سے نہیں بلکہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے ۔ ان تمام صفات کی رُو سے وہ بے نظیر ہے ۔ ان صفات کا ملہ میں سے بطور نمونہ آیات کا ذکر۔ صـ ۵۰ ـ ۵۲ و ۶۰

۳ ۔ قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم کا مقابلہ رحم و عفو ۔ اور سزا و انتقام کے لحاظ سے ۔ اور قرآن کریم ہی ہے جو اخلاقی تعلیم میں قانونِ قدرت کے قدم بہ قدم چلا ہے ۔ صـ ۵۷ ـ ۵۸

۴ ۔ قرآن کے معارف و معانی کو ایک زمانہ میں محدود قرار دینا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے اور اس پر عمدًا اصرار کرنے سے اندیشہ کفر ہے ۔ یہ سچ ہے کہ نبی کریمؐ کے بیان کردہ معنے حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ آپؐ کے بیان کردہ معارف سے زیادہ قرآن میں کچھ بھی نہیں اور اس کی دلیل ۔ صـ ۹۱

۵ ۔ اس اعتراض کا جواب کہ اگر قرآن میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ ان کو ان اسرار سے محروم رکھا گیا؟ اور اس سوال کا جواب کہ ایسے مخفی حقائق و دقائقِ قرآن کا نمونہ کہاں ہے ، وہ اس رسالہ میں مندرجہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے ۔ صـ ۹۲

۶ ۔ قرآن مجید کی مدح اور تورات و انجیل سے مقابلہ صـ ۷۵ ـ ۷۶

۷ ۔ قرآن مجید کے حسن و جمال اور کمالات اور علوشان کا ذکر۔ صـ ۸۳ و ۹۱

۸ ۔ قرآن سمندرِ ہدایت ہے ۔ اور اسلام قیامت تک کے لئے باقی ۔ صـ ۷۸

۹ ۔ قرآن پر ایمان ۔ اور یہ کہ وہی منبعِ ہدایت ہے ۔ قرآن کے فیوض و برکات اور رُوحانی اثرات ۔ صـ ۹۸ ـ ۹۹

قصیدہ جمع قصائد

۱ ۔ پہلا قصیدہ بزبان عربی در نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا شعر یہ ہے :۔ یا قلبی اذکر احمدا
عین الھدٰی مفنی العدا

صـ ۷۰ ـ ۷۱

دوسرا قصیدہ شکر و ثناء و صفاتِ الٰہیہ اور مباحثہ آتھم اور موتیع مباحثہ۔ تردید الوہیت مسیح اور اسکے ابن اللہ ہونیکی تردید اور آنحضرتؐ کے ذکر خیر اور قرآن مجید کی صفاتِ عالیہ اور تائیداتِ الٰہیہ اور شیخ بٹالوی کی تکفیر کے اور اسکو دعوت مقابلہ اور مباہلہ وغیرہ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ میں نے خدا کے فضل سے یہ قصیدہ لکھا ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

ایا محسنی اثنی علیك واشکر

فدیً لك روحی انت ترعی وماٰزر

ص ۷۱-۸۹

تیسرا قصیدہ مشتمل بر نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

بك الحول یا قیوم یا منبع الھدیٰ

فوفق لی ان اثنی علیك واحمدا

ص ۸۹-۹۵

چوتھا قصیدہ۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

الا ایھا الواشی الام تکذب

وتکفر من ھو مومن وتؤنب

ص ۹۶-۱۰۲

۲۔ قصیدہ کی مثل کا مطالبہ از بٹالوی صاحب ص ۱۰۲

۳۔ قصیدہ حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ جسکا پہلا شعر یہ ہے ؎

فواللہ مذ لاقیتہ زادنی الھدیٰ

وعرفت من تفھیم احمد احمدا

ص ۱۵۱-۱۵۳

۴۔ قصائد محمد سعید الشامی الطرابلسی در مدح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۱۔ قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

خضعت لرفعة مجدك العظماء

واتتك تسحب ذيلها العلياء

ص ۱۵۳-۱۵۵

۲۔ دوسرا قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

حمد عزیز صادق الاذعان

للہ رب دائم الغفران

ص ۱۵۵-۱۵۶

۳۔ تیسرا قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

الا لا اری من احبّ بعینی

وعدی اراہ بکرة واصیلا

ص ۱۵۶-۱۵۷

۴۔ چوتھا قصیدہ مشتمل بر ریویو رسالہ کرامات الصادقین جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کتاب حکی زھر الربیع نضارة

وحوی من النظم البدیع طروسا

ص ۵۷

نیز دیکھو "محمد سعید طرابلسی الشامی"

ک

کرامات الصادقین

۱۔ ایسا رسالہ لانے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ انعام۔ مقلد ہو یا غیر مقلد ٹائٹل پیج

۲۔ مکفرین علماء سے خطاب کہ فیصلہ کا طریق یہ ہے

کہ ایسا رسالہ لاؤ لیکن تم ایسا نہیں کر سکو گے اور
خدا سے ڈرو۔ ص ۴۲

۳۔ اس رسالہ کی تالیف سے غرض علماء کی نخوت
اور تکبر کو توڑنا اور اُن کے علم کی حقیقت ظاہر
کرنا ہے۔ ص ۴۲

۴۔ قصائد اور تفسیر کے لکھنے سے غرض خودنمائی
و خودستائی نہیں بلکہ میاں بٹالوی اور اُنکے
ہم خیال لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ وہ اپنے
اصرار پر کہ یہ عاجز مفتری و دجّال ہے اور علم
ادب سے بے بہرہ اور قرآن کے حقائق و معارف
سے بے نصیب ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے عالم فاضل
ہیں ان کا جھوٹا ہونا ثابت کرنا ہے۔
ص ۶۲-۶۳

۵۔ اس رسالہ میں مندرجہ قصائد اور تفسیر سورۃ فاتحہ
کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے مولوی بٹالوی اور
ایسا ہی تمام متکبر مکفر مولوی جیسے میاں شیخ الکل
اور میاں محی الدین ابن مولوی محمد صاحب یا جو
لاہور یا کسی اور شہر میں رہتے ہوں مدعو ہیں۔
ص ۶۳

۶۔ اس کتاب میں سورہ فاتحہ کے تفسیری نکات و
حقائق سوائے نادر کے جو کالمعدوم ہیں سب
نئے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کھولے ہیں۔
ص ۱۰۹

کفارہ

ا۔ عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ رحم اور عدل دونو
کے منافی ہے۔

ب۔ مؤاخذہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید سے مشروط ہے
اور عدل کتاب اللہ کے نزول کے بعد اور وعدہ
وعید کی اشاعت کے بعد ہو سکتا ہے۔ ص ۱۱۴

ج۔ عدل حقیقی خدا تعالےٰ کی طرف منسوب ہی نہیں ہو
سکتا۔ کیونکہ وہ حقوق کے تسلیم کرنے کے بعد
ہوتا ہے۔ اور رب العالمین پر کسی کا حق نہیں
وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ورنہ انسان کو
حیوانوں کے ذبح و قتل کی اجازت دینا بھی
عدل کے خلاف ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ
عدل اللہ کی بنا پر کفارہ کا عقیدہ رکھنا بناء
فاسد علی الفاسد ہے۔ ص ۱۱۴-۱۱۵

کلام اللہ

کلام اللہ کی شناخت کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی
جمیع صفات میں بے مثل ہے۔ بے نظیری سے
مراد اس کے عجائبات و خواص کا غیر محدود
ہونا ہے۔ کیونکہ وہ غیر محدود قدرت سے
وجود پذیر ہوئی ہے۔ ص ۹۰

کلمات اللہ

تمام مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رُو سے کلمات اللہ
ہی ہیں۔ اس لئے کلمۃ القٰھا الیٰ مریم کی رُو سے
ابن مریم میں دوسری مخلوقات سے کوئی امر زیادہ نہیں
ص ۹۰

ل

لیکھرام اُس کے قتل کے متعلق بشارت

وبشرنی ربی وقال مبشرا۔
مستعرف یوم العید والعید اقرب ص۹۶

م

مباحثہ اور عیسائی دیکھو "عیسائی"

مباہلہ

أ۔ دعوتِ مباہلہ اور بٹالوی کا باوجود حاضر ہونے کے مباہلہ سے فرار۔ ص۸۸

ب۔ عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر ص۸۸

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اور آپؐ کے لئے دعا اور آپؐ کے ذریعہ جو روحانی انقلاب ہوا اس کا ذکر اور آپؐ کے باوجود امّی ہونے کے عقل وعلوم و برکات و فیوض و انوار میں دوسروں پر سبقت لے جانا ص۴۳-۴۴

۲۔ آپؐ کا ذکرِ خیر اور یہ کہ نجات آپؐ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ ص۷۸

۳۔ آپؐ کی شہروں میں تعریف ہوگی۔ ص۷۹

۴۔ آپؐ کی مدح وثنا اور آپؐ کی روحانی برکات اور صفاتِ عالیہ کا ذکر اور یہ کہ آپکے درجاتِ عالیہ میں کوئی شریک نہیں وغیرہ۔ ص۸۲-۸۴ و ص۱۰۵

۵۔ آپؐ کے کمال اور اخلاق میں نہ کوئی مثیل پہلے ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ ص۸۳

۶۔ آنحضرتؐ کی پُرسوز اور پُرجوش عبادتِ الٰہی۔ اور آپکے نور اور وسیع فیضان کا ذکر اور یہ کہ آپؐ کو عصاء موسیٰؑ و ید بیضا اور ابن مریم کی رُوح اور عرفانِ ابراہیمؑ عطا ہوا۔ اہلِ حجاز اور اُن کی گمراہی اور آنحضرتؐ کے انہیں زندہ کرنے کا ذکر۔ ص۹۰-۹۲

۷۔ آپؐ کی علوّ شان اور کمالات وصفاتِ عالیہ کا ذکر۔ ص۹۱

۸۔ آپؐ کی مدح کرنا آخرت کے واسطے ہمارے لئے کافی زاد ہے۔ ص۹۱

۹۔ آپؐ کے طفیل مجھے سب کچھ ملا ہے۔ ص۹۱

۱۰۔ آپ شفیع اور نائب اللہ فی الوریٰ ہیں۔ اور ایسے درجات کے مالک ہیں جن میں آپؐ کا کوئی شریک نہیں۔ ص۹۱

۱۱۔ آپؐ کی بعثت حد درجہ مفسد اور بے خیر محض قوم کی طرف ہوئی۔ اور وہ ظلمت سے بھرپور زمین آپکے نور سے منوّر ہوگئی۔ ص۹۲

۱۲۔ دشمنوں کا آپکے گھر کا احاطہ کرنا۔ اور آپؐ کی ہجرت اور اس کی یاد سے مسیح موعودؑ کا بیقرار و مضطرب ہو کر آنسو بہانا۔ ص۹۲

۱۳۔ آپؐ نے ایک مُردہ قوم کو زندہ کرکے اُسے دنیا کا محسود بنادیا۔ ص۹۳

۱۴۔ آپ روشن سورج ہیں اور آپکے نجد بدر اور ستارے ہیں۔ ص۱۰۳

محمد حسین بٹالوی

۱۔ (الف) تکفیرِ مسیح موعودؑ کرنا اور کہنا کہ اگر میں بچشم خود بھی نشان دیکھوں تو میں آپکو ہرگز مسلمان نہ سمجھونگا

اور علوم عربیہ سے جاہل اور خود کو عربی دان قرار دینا
اور جو نشان دیکھے انہیں استدراج قرار دینا۔
ص ۴۵

(ب) جو نشان دیکھے تھے انہیں جعفر اور رمل وغیرہ قرار دیا۔ ص ۶۵

۲ ۔ قصیدہ اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کیلئے بٹالوی صاحب کو چیلنج ۔ ص ۴۶-۴۹

نیز دیکھو "مسیح موعودؑ کا چیلنج"

۳ ۔ اُن کے بیہودہ جوابات سے ظاہر ہے کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسامِ حقیقی نے انکو کچھ بھی حصہ نہیں دیا ۔ ص ۴۷

علم عربیت سے کلّی بے نصیب ص ۶۴

علم ادب اور تفسیر سے عاری ۔ ص ۶۹

۴ تحریفِ بیانی کسی سورۃ کی تفسیر اور ایک سو شعر کے قصیدہ میں مقابلہ کرنے کے لئے چالیس دن مقرر کئے گئے تھے۔ لیکن شیخ بٹالوی نے چالیس دن مقرر کرنیکا یہ مفہوم لیا کہ وہ چالیس دن تک مرجائیگا ۔ ص ۶۹

۵ ۔ اُس کی تکفیر اور اس کی غباوت اور جہل اور ایذادہی اور دشنام دہی اور مقابلہ کے وقت فرار اور اُس کی کتب کا سب وشتم سے پُر ہونا۔ ص ۸۴-۸۵

۶ ۔ اُس کی تکفیر کی وجہ بدظنّی ہے ۔ ص ۸۶

۷ ۔ اس کی ذلّت کی پیشگوئی اور اس کے دیگر حالات اور بالمقابل قصیدہ لکھنے کے لئے دعوت۔
ص ۸۷

۸ ۔ مسیح موعودؑ کی تکفیر کرنا ۔ اور دعوتِ مباہلہ قبول کرنے سے گریز اور عربی زبان میں مقابلہ کرنے سے فرار ۔ ص ۹۸ و ص ۹۴

۹ ۔ اس کے لئے مسیح موعودؑ کی بددُعا کہ اے خدا! تو ایسے مکذب کو پکڑ۔ ص ۹۴

۱۰ ۔ بٹالوی صاحب کو مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی نصیحت یاد دلانا ۔ اور انذار اور پہلے لوگوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی نصیحت ۔ ص ۱۰۱

۱۱ ۔ بٹالوی کی مخالفت کا ذکر ۔ ص ۱۰۲

۱۲ ۔ اس سے خطاب کہ تُو اسلام کو ویران اور قبرستان سمجھتا ہے ۔ ص ۱۰۳

۱۳ ۔ اس سے خطاب کہ اگر تُو ذی علم ہے تو تفسیر سورۃ فاتحہ کی نظیر بنا کر لاؤ ۔ ص ۱۰۵

محمد سعید طرابلسی الشامی

۱ ۔ آپ کے چار قصائد دیکھو زیر "قصیدہ"

۲ ۔ ریویو بر رسالہ کرامات الصادقین نظم میں ص ۱۵۷ اور نثر میں ۔ ص ۱۵۸-۱۵۹

۳ ۔ اپنی ایک رؤیا کا ذکر۔ ص ۱۶۰

مخلص

مُخلِص ترقی کرتے کرتے مخلَص بن کر محبوبین و مقبولین الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے ۔ اور کوئی مخلص نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دنیا کی کسی چیز پر بھروسہ رکھتا یا اس سے ڈرتا یا اس کو اپنا ناصر خیال کرتا ہے ص ۱۲۴

مسیح موعودؑ

۱ ۔ (الف) دعویٰ کہ صدی کے سر پر مجدّد کا خطاب دے کر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا۔ ص۴۵ و ۵۲

(ب) بعثت کی غرض

(۱) پیدا شدہ فتنوں کو مٹانے کیلئے۔ اور ان کے مٹانے کیلئے ضروری علوم اور وسائل کا آپکو دیے جانا۔ ص۴۵

(۲) میں مثیلِ مسیح ہوں اور تلوار سے مار بھی جاؤں پھر بھی اسکا انکار نہیں کر سکتا۔ ص۹۸

(۳) مجھے لوگوں کی اصلاح اور نصرتِ دین کیلئے نازل کیا گیا ہے۔ ص۶۸

(۴) آپؑ کا مقصود قتلِ خنازیر اور کسرِ صلیب ہے۔ ص۴۵ و ص۷۹

(۵) مجھے عیسائیوں کی ہدایت کیلئے اور خلافِ اسلام شکوک کے دفعیہ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ص۸۱

۲۔ مکفرین علماء کا آپ کو کافر بلکہ اکفر کہنا ص۴۵

۳۔ محمد حسین بٹالوی کا آپ کو بالکل جاہل اور علومِ عربیہ سے بالکل بے بہرہ اور خود کو عربی دان قرار دینا۔ اور اسی طرح علمِ ادب اور علمِ تفسیر سے۔ ص۴۵، ص۶۵

۴۔ مسیح موعودؑ کا چیلنج

(ا) محمد حسین بٹالوی اور دیگر مخالفین کو چیلنج بالمقابل کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھنے کیلئے اور ایک در نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو شعر کا قصیدہ لکھنے کیلئے۔ اور اس کیلئے بعید شرائط مگر بٹالوی کا نامعقول عذر اور مقابلہ سے فرار۔ ص۴۶-۴۷ و ص۶۶

(ب) اتمامِ حجت کے طور پر بٹالوی اور انکے ہم مشرب علماء کو سورۂ فاتحہ کی تفسیر اور چار قصائد کے لکھنے کیلئے چیلنج۔ آپؑ نے ایک ہفتہ میں لکھے لیکن مخالفین کو ایک ماہ کی مہلت دی۔ اگر تفسیر لکھیں تو ایک ہزار روپیہ انعام۔ اور اس کے بعد اگر میری کوئی غلطی نکالیں تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام کا وعدہ۔ ص۴۸-۴۹

نیز دیکھو زیرِ "تفسیر" و زیرِ "کراماتُ الصادقین"

۵ مسیح موعود اور مباحثات

متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے ایک صریح کشف کی رُو سے روکا گیا ہوں (دیکھو آئینہ کمالاتِ اسلام) لیکن بالمقابل عربی زبان میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ نشان نمائی کے طور پر ہے۔ اگر اب بٹالوی صاحب یا کسی اور مولوی نے ان قصائد اور تفسیر کے مقابلہ پر ایک ماہ تک تفسیر اور قصائد نہ لکھے تو پھر ہمیشہ اس قوم سے اعراض کروں گا۔ ص۴۸-۴۹

۶۔ تالیفات اور غلطیاں

دیکھو "غلطیاں"

۷۔ مسیح موعودؑ کے عقائد

(ا) حضرت مسیح موعودؑ کا حلفیہ بیان کہ میں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ آنحضرتؐ کی نسبت میرا ایمان ہے۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسولؐ کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔ ص۶۷

(ب) ہم نے قبلۃ اللہ یا صحف اللہ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ ہم دین نبیؐ کے خلاف کوئی اور دین اختیار کرتے ہیں۔ ص۸۶

(ج) اللہ تعالیٰ اور اُس کی کتابوں اور کتاب اللہ قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں۔ ص۹۸

۸ - ا - بٹالوی صاحب کی تکفیر کے جواب میں فرمانا کہ میں مومن ہوں اور خدا نے میری تربیت فرمائی - مباہلہ کیلئے اُسے دعوت اور اس کے مباہلہ سے فرار کا ذکر - اُس نے جاہل کہا۔ مگر میں نے عربی زبان میں مقابلہ کیلئے بلایا تو اس کیلئے بھی نہ نکلا۔ ص۹۸

ب - رسالہ کرامات الصادقین کے مقابلہ میں رسالہ لانے کیلئے ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ۔ بصورتِ عدم مقابلہ اور وہ نہیں کرینگے تو وہ جھوٹے ہونگے۔ ص۶۹

و ص۸۷

۹ - (۱) نصاریٰ کے افحام کیلئے خدا تعالیٰ کا آپ کی نصرت و تائید کرنا - ص۷۲

(۲) آپ کا گروہ نصاریٰ کا مقابلہ شیر کی طرح کرنا اور یہ کہ آپ کا مقام مفکر کی پروازِ فکر سے بھی بلند ہے۔ ص۷۴

(۳) و واللہ انی الکسرن صلیبکم ص۷۹

(۴) قرآن سے عشق - فرماتے ہیں ؎

وان سروری فی ادارۃ کاسہ
فھل فی الندامی حاضر من یکرر

ص۸۳ - ۸۴

(۵) آنحضورؐ سے عشق و محبت - ص۹۲-۹۳

(۶) ا - آنحضرتؐ کے مولد اور زمین سے محبت کا اظہار جس پر آپ چلے ؎

خیالیت لی کانت بلادک مولدا ص۹۳

ب - آنحضرتؐ پر اپنی روح کے فدا کرنے کا اظہار - ص۹۳

ج - مجھ جیسے محبِ محمدؐ کی تکفیر کی جاتی ہے ص۹۴

د - عشقِ رسولؐ سے مجھے احمدؐ کی مدح کرنے کی توفیق ملی اور محبت کی وجہ سے آپ کے راستہ میں کتنی مصائب اور تکالیف برداشت کرتا ہوں۔ ص۹۵

ھ - مصطفیٰ صلعم کے راستہ میں اپنی موت کو سب سے بہتر موت سمجھتا ہوں - ص۹۵

و - اپنے عشق و محبت کی وجہ سے میں اپنے محبوب آنحضرتؐ کے روضۂ قبر میں داخل ہو جاؤں گا۔ ص۹۵

ز - آپؐ کی تعریف اور یہ کہ آپ ہی کے ذریعہ محبت و قرب کے درجات ملتے ہیں اور اے رسولؐ: اگر آپ نہ ہوتے تو ہم شعر بھی نہ کہتے - ص۱۰۴

ح - آپؐ سے محبت مومن کیلئے نجات کی دلیل اور علامت ہے - ص۱۰۴

ط - وآثرت حبک بعد حب مھیمنی
یعنی بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم ص۱۰۴

(۷) آپ کا قسم کھانا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہمارے شاملِ حال ہے۔ ص۸۵

(۸) علماء سوء سے خطاب کہ میرے جیسے مسلم کو کافر اور ملعون کہا جاتا ہے۔ ص۸۵

(۹) دلیلِ صداقت

ا۔ محمد حسین بٹالوی سے خطاب کہ تو اَحْکَمُ یعنی مجھے اطہر قرار دیتا تھا لیکن کیا پچاس سال کے بعد میں نے رجس اختیار کر لیا۔ ص۸۵

ب۔ اس بات پر قسم کہ میں صادق ہوں مفتری نہیں اور میں نے جو کچھ کہا ہے وحیِ الٰہی سے کہا ہے ص۹۴

ج۔ تو فتاویٰ تکفیر کی صحت پر قسم کھاتا ہے اور باوجود میرے قسم کھانے کے کہ میں مسلمان ہوں تو کافر کہتا ہے۔ یاد رکھو میں شیر ہوں اور ہر میدان میں غالب رہونگا۔ اور سچا خدا کے نزدیک عزت پائیگا اور جھوٹا ذلیل ہوگا۔ اور یاد رکھو اس جنگ میں مجھے عزت حاصل ہوگی۔ ص۹۶-۹۷

۹۔ مسیحِ موعود اور مخالفت

ا۔ پہلوں کی بھی تکذیب ہوئی اور رضاءِ الٰہی کو مقدم کرنا اور دشمن سے نہیں ڈرنا ص۱۰

ب۔ خدا سے اپنا تعلق اور اس کے قرب کے حصول کیلئے ہر ذلت پر راضی ہوں۔ ص۱۰۱

۱۰۔ آپ کا زہد اور توکل

ا۔ میں تو اس دنیا میں مسافر کی طرح رہتا ہوں۔ مجھے خدا کے سوا کوئی چیز مرغوب نہیں۔ ص۱۰۲

ب۔ تمام دنیا ہماری دشمن اور ہمارا رب ہمارا ملجا و ماویٰ ہے۔ ص۱۰۳

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر۔ ص۱۰۳

مسیح ناصریؑ

ا۔ الوہیت کی تردید

۱۔ خدائی اور عبودیت جمع نہیں ہو سکتے ص۷۳ و ص۷۵، ص۷۶-۷۷

۲۔ مسیح فقیر ضعیف بندہ تھا اور مر گیا۔ اللہ چاہے تو ہزاروں اُس کے مثیل بنا دے مجھے بھی خدا نے مسیح ابن مریم کی طرح بنایا ہے۔ ص۷۴

۳۔ مسیح ناصریؑ کے ابن اللہ ہونے کی تردید ص۷۷

۴۔ ابن اللہ کا رسول ہو کر آنا سنتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ ص۸۰

ب۔ بن باپ ولادت

مسیح کی بن باپ ولادت قابلِ تعجب نہیں۔ بلکہ بلا باپ کیڑوں کی پیدائش خلقِ مسیح سے زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ ص۷۸-۷۹

ج۔ وفاتِ مسیح

۱ - اللہ تعالیٰ نے مجھے اُسکی موت کی خبر دی ہے
صفحہ ۸۰

۲ - قرآن میں ہمارا رب مسیح کو مردہ قرار دیتا ہے ۔ اس کی موت میں مجھے ذرہ بھی شبہ نہیں ۔ صفحہ ۹۸

معصوم

صرف انبیاء معصوم ہوتے ہیں صفحہ ۴۷

مومن

مومن بننے کے لئے تقویٰ شرط ہے صفحہ ۸۶

(ن)

نبی جمع انبیاء

کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں ۔ صفحہ ۴۷

نزول مسیح

نزولِ مسیح کی حقیقت اور ماہیت اور آنیوالے مسیح کو حضرت عیسیٰ کا نام دیئے جانے کی وجہ ۔
صفحہ ۱۲۷ - ۱۲۸

نصاریٰ دیکھو "عیسائی"

نفس

جذباتِ نفس کی مثال حمیات اور معاصی کے بخار سے شفا پانے کی حقیقت ۔ صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵

نورالدین رضؓ

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا عربی میں ایک مضمون اور قصیدہ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میں آیت استخلاف اور حدیث بعث مجددین کے مطابق اس صدی کے مجدد کی تلاش میں تھا اور اسی لئے بیت اللہ مکہ مکرمہ میں سید حسین المہاجر اور شیخ محمد الخزرجی الانصاری اور مدینہ میں شیخ عبدالغنی المجددی الاحمدی سے ملا جو تقویٰ اور علم کے اعلیٰ مراتب پر تھے لیکن دشمنوں کا مقابلہ نہیں کرتے تھے ۔ نصاریٰ ۔ آریہ ۔ برہمو ۔ دہریہ فلاسفر ۔ معتزلہ وغیرہ کے مقابلہ کے لئے کوئی عالم متوجہ نہ ہوتا ۔ حالانکہ نو لاکھ کے قریب طالبعلم علوم دینیہ کو چھوڑ چکے تھے اور چھ کروڑ سے زائد اسلام کے خلاف رسالے شائع ہو چکے تھے ۔ اور علماء مناظرات کو اہل کمال کی عادت کے خلاف خیال کرتے تھے ۔ سوائے شاذ کے جیسے استاذی رحمۃ اللہ الہندی المکی اور ڈاکٹر وزیر خاں وغیرہ ۔ لیکن ان کا جہاد صرف مخالفین اسلام کے ایک گروہ کے خلاف تھا ۔ پھر آسمانی نشانات اور بشارات الٰہیہ کے ساتھ نہ تھا ۔ جب میں اپنے وطن کو واپس آیا ۔ تو اس صدی کے مجدد مہدیٔ زمان اور مسیح دوران مؤلف براہین احمدیہ کی مجھے بشارت ملی ۔ تو میں نے لبیک کہا اور خدا تعالیٰ کا سجدۂ شکر ادا کیا کہ میں نے اپنا مطلوب پا لیا ۔ پھر میں نے اس کی بیعت کی اور اُسے اپنے نفس اور تمام رشتہ داروں بلکہ ہر چیز پر مقدم کیا اور یہ میری نیک بختی تھی کہ میں نے اسے تمام جہانوں پر مقدم کر لیا ۔ اور پھر میں نے اُس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کی ۔ اس کے علم و عرفان نے میرے دل کو فریفتہ کر لیا ۔ اور

اُس کی شفقت و محبت نے مجھے ڈھانپ لیا۔
اور آپ کا عربی قصیدہ جسکا پہلا شعر ہے ؎

فواللہ مذ لاقیتہ زادنی الھدیٰ
وعرفت من تفھیم احمد احمدا
ص ۱۴۹-۱۵۳

فہرست مضامین "حمامۃ البشریٰ"

الف

اللہ
اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کیلئے خیر چاہتا ہے تو اُسے نیکیوں اور خیرات کے اعمال بجا لانے کی توفیق دیتا ہے پھر وہ دین کی خاطر جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ وغیرہ
ص ۱۴۶

آیات
وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ حاشیہ ص ۱۹۳ و ص ۲۱۲

ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ۔
حاشیہ ص ۱۹۵

وہ آیات جن میں نزول کا لفظ ہے مراد آسمان سے اترنا نہیں جیسے انزلنا الحدید وغیرہ۔
حاشیہ ص ۱۹۷

وھم من کل حدب ینسلون۔
حاشیہ ص ۲۱۲

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ص ۲۳۷

ابوبکرؓ
۱۔ حضرت ابوبکرؓ کو دقائق قرآن اور اس کے رموز و اسرار و معارف سے ایک عجیب مناسبت تھی اور قرآن کریم سے استنباطِ مسائل کا خاص ملکہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر دو آیتوں سے استدلال۔ ص ۲۴۵
۲۔ آپ کا مشہور خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر۔ ص ۲۴۵

ابوہریرہؓ
اجتہاد میں بہت غلطی کھاتے تھے۔ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ لیکن نزول ابن مریم کی حدیث کے آخر میں فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ پیش کرکے تاویل میں غلطی کھائی ہے۔ ص ۲۴۰

ابی بن کعبؓ
آپ نے آیت وان من اھل الکتٰب میں قبل موتہ کی بجائے قبل موتھم قرأت بیان کی ہے۔
ص ۲۴۱

احیاء الموتیٰ
۱۔ بغیر لوازم اس دنیا کے زندگی کے کسی مُردے کا ایک گھڑی کے لئے زندہ ہونے کا ذکر جو قرآن مجید میں ہے

وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سِر ہے۔ اِس میں حقیقی احیاء مراد نہیں۔ اِسی طرح ایک شخص کا ایک گھڑی کے لئے مر جانا بھی حقیقی اماتت نہیں۔ اِس کی حقیقت بھی خدا ہی جانتا ہے۔
ص ۲۴۸

۲۔ حقیقی احیاء ماننے سے قرآن مجید نامکمل ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ایک عورت نے اپنے خاوند کے مرنے کے بعد کسی اور سے شادی کر لی۔ پھر وہ بھی مر گیا۔ تو تیسرے سے کر لی۔ پھر وہ بھی مر گیا۔ اگر یہ تینوں زندہ ہو جائیں۔ تو وہ کس کی بیوی ہوگی قرآن مجید میں اس کا کوئی حکم مذکور نہیں۔ اسی طرح ورثہ کے متعلق جو تقسیم کیا جا چکا تھا کیا حکم ہوگا؟
ص ۲۴۸

ادریسؑ

ادریسؑ سے متعلقہ آیت ورفعنٰہ مکاناً علیاً میں محقق علماء نے رفع سے مراد اماتت بالاکرام اور رفع درجات لی ہے۔ کیونکہ آیت کل من علیہا فان کی رُو سے ہر ایک کیلئے موت مقدر ہے۔ اور آسمان میں موت کا ہونا آیت فیہا نعیدکم کے خلاف ہے اور قرآن میں نزول ادریسؑ کا کہیں ذکر نہیں
ص ۲۲۰

اعتراضات

۱۔ وفاتِ مسیح اور اُن کے عدمِ نزول من السماء کے عقیدہ پر اعتراض کا جواب۔
دیکھو "مسیح ناصری کی وفات" اور "نزول مسیح ناصری"

۲۔ قتلِ دجال سے متعلق اعتراض کا جواب۔
دیکھو "دجال"

۳۔ اعتراض کہ مسیح موعود نے نصاریٰ سے جنگ کرنی تھی کا جواب۔
دیکھو "مسیح موعود جنگ نہیں کریگا"

۴۔ احیائے موتٰی سے متعلق اعتراض کا جواب۔
دیکھو "احیاء موتٰی"

۵۔ فرشتوں سے متعلق علماء کا یہ عقیدہ کہ وہ آسمان سے زمین پر انسانوں کی طرح اُترتے چڑھتے ہیں۔ اور ہمارے ایسا عقیدہ نہ رکھنے پر اعتراض کا جواب۔ دیکھو "فرشتے"

۶۔ مسیح ناصریؑ کے معجزات کی تحقیر کا جواب۔
دیکھو "معجزات مسیح ناصریؑ کی تحقیر"

۷۔ (ا)۔ نجوم کی تاثیرات۔ علماء کے اس اعتراض کا جواب کہ مسیح موعود نے "توضیح مرام" میں سورج چاند اور نجوم کی ارضی اشیاء پر تاثیرات مانی ہیں۔

جواب:۔ میں نے کوئی بات نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے مخالف نہیں لکھی۔ ہم ان اجرام کو مؤثر بذاتہٖ نہیں مانتے۔ نہ حمد و شکر و عبادت کے مستحق۔ ہم خدا کو لاشریک مانتے ہیں اور خواص اشیاء اور ان کی تاثیرات کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نجوم کو باطلۃ الحقیقت نہیں بنایا۔ جیسا کہ آیت انّ فی خلق السمٰوٰت والارض الآیۃ سے ظاہر ہے۔

اور سورج چاند اور ستاروں کی تاثیرات تو ہم روزانہ دیکھتے ہیں اور اسکا ثبوت علوم حسیہ بدیہیہ اور آیات قرآنیہ سے - ص ۲۸۵-۲۹۰

(ب) امام رازیؒ اور صاحبِ حجۃ البالغہ اور فیوض الحرمین کے اقوال جنہیں تاثیراتِ نجوم کا ذکر ہے - ص ۲۹۰-۲۹۲

(ج) اس اعتراض کا جواب کہ فرشتے سورج چاند وغیرہ کے ارواح ہیں یہ ہے کہ میں فرشتوں کو ارواحِ نجوم نہیں کہتا بلکہ فرشتوں کو سورج چاند اور نجوم اور سب کچھ جو زمین و آسمان میں ہے ان کے مدبرات خیال کرتا ہوں - ص ۲۹۶

۸ - اعتراض - دعویٰ نبوت کیا ہے اور اپنے آپکو نبی کہا ہے -

جواب :- نہ دعویٰ نبوت کیا نہ نبی کہا - میں نے محدّث کہا ہے اور یہ کہ محدثین کی طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے مکالمہ کرتا ہے - یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں دعویٰ نبوت کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں - اور کافر بن جاؤں - میں تو کوئی الہام بھی سچا نہیں مانتا جبتک کہ کتاب اللہ پر عرض نہ کروں - اور الحمد للہ کہ میں نے اپنے تمام الہامات کو کتاب اللہ کے موافق پایا ہے ص ۲۹۶-۲۹۷ نیز دیکھو "الہام"

۹ - اعتراض :- مسیح موعود نے قرب قیامت میں ظاہر ہونا ہے اور اُس کی علاماتِ کبریٰ یعنی یاجوج ماجوج دابۃ الارض اور دجال کا ظہور ہے - وہ علامات کہاں ہیں ؟

جواب - (ا) یہ سب خبریں پوری ہو چکی ہیں - تفصیل یہ ہے کہ علامات قیامت دو قسم کی ہیں صغریٰ اور کبریٰ - علامات صغریٰ کبھی ظاہری صورت پر اور کبھی استعارہ کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں - لیکن علامات کبریٰ ظاہری صورت پر نہیں بلکہ استعارات اور مجاز کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اسکا سِرّ یہ ہے کہ ساعت اچانک آتی ہے اور اس سے متعلقہ آیاتِ قرآنیہ - ص ۳۰۲-۳۰۳

(ب) اسی لئے کہا ہے کہ عیسیٰؑ کے ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے آسمان سے اُترنے اور دابۃ الارض کے لوگوں سے کلام کرنے اور یاجوج ماجوج کے عجیب و غریب اشکال پر نکلنے اور دجال کے گدھے سمیت خروج اور اس کے ساتھ جنت و نار اور مغرب سے سورج کے طلوع - اور آسمان سے خلیفۃ اللہ المہدی کی آواز آنا یہ سب استعارات ہیں - اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کی آزمائش چاہی ہے - اور اگر یہ سب ظاہری صورت میں پوری ہوں تو پھر زمین پر کوئی کافر اور شک کرنیوالا نہ رہے پھر قیامت اور اس زمانہ میں کیا فرق ہو سکتا ہے ؟ اور قرآن کہتا ہے

کہ کافر بھی اپنے کفر پر قیامت تک رہیں گے اور ساعت میں شک کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اچانک آجائیگی پھر تمام حجاب اُٹھ جائیں گے۔ ص ۳۰۳-۳۰۵

نیز دیکھو ص ۳۱۲

۱۰۔ اعتراض متعلقہ دابۃ الارض کا جواب۔

دیکھو "دابۃ الارض"

۱۱۔ اعتراض:۔ ایک بڑے پیر کا بیان کہ اُس نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح موعود کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور صادق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے اُس پیر سے مزاح کیا ہے۔

جواب (ا) اُس پیر یعنی صاحب العلم نے اپنے دو خلیفے عبداللطیف اور عبداللہ عرب میرے پاس بھیجے جو فیروزپور میں آکر مجھے ملے اور یہ کشف بتایا اور کہا کہ اس کشف کے بعد وہ آپ کو حق پر مانتے ہیں اسلئے آپ جو ہمیں حکم دیں گے وہ مانیں گے اور عبداللہ عرب ایک مشہور مالدار تاجر ہے وہ دونوں زندہ موجود ہیں اور اُنکا پیر بھی۔ اُن سے پوچھو۔

(ب) مزاح ایک قسم جھوٹ کی ہے۔ خدا نہیں کیا کرتا۔ شرح مواقف میں ہے، یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اور جھوٹ

نقص ہے اور خدا تعالیٰ نقائص سے پاک ہے۔ ص ۳۰۹-۳۱۰

۱۲۔ اعتراض:۔ (۱) عیسیٰؑ کا رفع الی السماء بغیر قتل وصلیب کے قرآن سے ثابت ہے۔ اور اس کا نزول احادیث سے۔

(۲) وہ دجال کو قتل کرے گا۔

(۳) شادی کریگا اسکے اولاد ہوگی۔ اور آنحضرتؐ کی قبر میں دفن ہوگا۔

(۴) بعض احادیث میں ہے کہ وہ مرے نہیں

(۵) اس کے مرنے سے پہلے مہدی کے زمانہ میں اُس کے آنے پر اجماع ہو چکا ہے۔

(۶) مسیح موعود۔ یاجوج ماجوج پر بد دُعا کریگا اور وہ اُس کی بد دعا سے مرجائینگے ان احادیث کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ص ۳۱۱

جواب (۱) قرآن مجید سے عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہے توفّی کے معنے سوائے اماتت کے اور ہلاک کے اور کوئی نہیں۔ اسپر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی شہادت۔ متوفیک ای ممیتک بخاری میں موجود ہے۔ ص ۳۱۱

(۲) عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسدہ العنصری اٹھائے جانے پر اجماع کا دعویٰ صریح جھوٹ ہے دیکھو کامل ابن الاثیر کہ اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ اُن کا رفع موت سے پہلے ہوا یا موت کے بعد۔ اور معتزلہ اور جہمیہ کا

ایک گروہ مسیحؑ کے رفع جسمانی کا منکر ہے اور اس کے نزول روحانی کا قائل ہے۔
ص ۳۱۲

(۳) اسی طرح مسیح موعودؑ کے آنحضرتؐ کی قبر میں دفن ہونے پر بھی اجماع نہیں عینی شرح بخاری میں ایک قول لکھا ہے کہ وہ ارض مقدسہ میں دفن کئے جائینگے۔ ص ۳۱۲

(۴) موضع نزول میں بھی اختلاف ہے ایک حدیث میں جبل افیق پر نزول لکھا ہے۔
ص ۳۱۲

(۵) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تورات کو امام قرار دیا ہے یعنی اس میں ہر واقعہ کی جو اس امت میں ہوگا نظیر موجود ہے۔ اسی لئے فاسئلوا اھل الذکر فرمایا ہے۔ لیکن تورات میں نزول جسمانی کی کوئی مثال نہیں البتہ نزول روحانی کی ہے۔ یعنی ایلیاہ نبی کے نزول کی۔ ص ۳۱۳

(۶) آنحضرتؐ اور دیگر انبیاء نے جن آئندہ کے واقعات کی خبر دی وہ جس ظاہری رنگ میں سمجھے جاتے تھے ویسے پورے نہیں ہوئے بلکہ بعض ظاہری لحاظ سے اور بعض تاویلی رنگ میں۔ جیساکہ قیامت کے امارات کبریٰ کے متعلق اوپر بحث ہوچکی ہے۔
ص ۳۱۳

قتل دجال کے متعلق دیکھو "دجال"
اور مہدی کی احادیث سے متعلق دیکھو "مہدی" اور "حدیث"

۱۳۔ اعتراض کہ آپ مسیح ناصریؑ کے پرندوں کے خالق ہونے اور مُردوں کو زندہ کرنے اور عصمت یعنی مسّ شیطان سے محفوظ ہونے میں منفرد و مخصوص ہونے کے منکر ہیں۔

جواب:۔ ہم احیاء اعجازی اور خلق اعجازی کو تو مانتے ہیں لیکن خدا کے احیاء اور خلق کی طرح حقیقی خلق اور احیاء نہیں مانتے۔ ورنہ احیاء اور خلق میں خدا سے تشابہ لازم آتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فیکون طیرًا کہا فیصیر حیًا نہیں کہا اور اسکی مثال عصائے موسیٰؑ کی سی ہے اور محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ طیر عیسیٰ لوگوں کے سامنے اُڑتا نظر آتا تھا۔ لیکن جب اُن سے غائب ہوجاتا اور زمین پر گر پڑتا تو وہ مٹی ہوتا تھا اور احیاء مسیحؑ کی حقیقت۔ ص ۳۱۵-۳۱۶

۱۴۔ اعتراض۔ خدا نے آیت وانہ لعلم للساعۃ میں قرب قیامت کے وقت مسیح کے نزول کی خبر دی ہے۔

جواب (۱) عِلم للساعۃ کہا ہے۔ علَم یعنی علامت نہیں کہا۔ وہ علم اور دلیل تھا اس وجہ سے جو اس کو بالفعل حاصل تھی۔ اور وہ اسکی بے باپ پیدائش تھی صدوقی یہودیوں کا ایک فرقہ قیامت کا منکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نبی کے ذریعہ ایک لڑکے کے بن باپ

پیدا ہونے کی خبر دی اور یہ بات اُن کے
لئے وجودِ قیامت پر ایک دلیل ہوگی۔
وانہ لعلم للساعۃ میں اسی طرف اشارہ
ہے اور اٰیۃ للناس میں "ناس" سے مراد
"صدوقی" ہیں۔ ص ۳۱۶

(ب) بعض مفسرین نے انّہ کی ضمیر کا مرجع
قرآن قرار دیا ہے کیونکہ اُس نے بھی بہت
سی مخلوق کو زندہ کیا اور اُن کو قبروں سے
اُٹھایا یہ بعث روحانی، بعث جسمانی کی
دلیل ہے۔ اور فقرہ فلا تمترن بھا بھی
اسی کا مؤید ہے کہ قیامت کی جو دلیل ہے
وہ بات بالفعل انہیں حاصل تھی۔ ص ۳۱۶

۱۵- اعتراض۔ گیارہ سال دعویٰ پر گذر چکے ہیں۔
بتائیں کہ کونسی صلیب توڑی۔ کونسا خنزیر
قتل کیا اور کونسا جزیہ ہٹایا۔

جواب:- (ا) حق تدریجاً پھیلا کرتا ہے۔
حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عیسٰی
اُنیس سال تک قیام کرینگے۔ نہ وہ امیر
ہونگے نہ شرطی نہ بادشاہ۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال
تک مکہ میں رہے۔ اس مدت میں سوائے
تھوڑی سی جماعت کے اور کوئی ایمان
نہ لایا۔ اور پھر تورات میں آپ کی علامات
میں سے روم شام اور بلاد فرس کا فتح
کرنا بھی تھا۔ وہ آپ کی وفات کے بعد ہوا

ایسی تکالیف ہر نبی کے زمانہ میں پیش آئیں۔
اب بھی ابنائے زمانہ مجھے صلیب یا قتل
یا ویران کنوئیں میں ڈالنا چاہتے ہیں۔
ص ۳۱۷

(ج) پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ دجال محض ایک
شیطان وسوسہ ڈالنے والا ہوگا۔ پھر ایسے
زمانہ میں مسیح موعود آسمانی حربہ سے اس
شیطان کو قتل کرینگے اور اس کے خنازیر
کو بھی۔ ص ۳۱۸

(د) یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب لوگوں
کے دلوں پر تسلّطِ شیطان کے وقت اُن
کی اصلاح چاہتا ہے تو اپنے ایک بندے
کے دل پر اُس کی رُوح نازل ہوتی ہے۔
اور اس کے ساتھ ملائکہ نازل ہوتے
اور قبولِ حق کے لئے لوگوں کے دلوں میں
وحی کرتے ہیں۔ ص ۳۱۸

۱۶- اعتراض۔ اولیاء دعویٰ نہیں کرتے اگر کوئی کرے
تو وہ ولی نہیں۔

جواب:- سلف و خلف نے تحدیثاً بنعمۃ اللہ
اظہارِ ولایت کو جائز قرار دیا ہے۔ شیخ جیلیؒ
اور مجدد سرہندی کی کتب اس سے بھری ہوئی
ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمۃ
ربک فحدث اور تفسیر ابن جریر میں ہے
کہ صحابہؓ شکر بشرط اظہار صحیح سمجھتے تھے اور
حضرت عمرؓ نے منبر پر الحمد للہ کہکر فرمایا

مجھ سے اوپر اور کوئی نہیں - دریافت کئے جانے پر جواب دیا - میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے ایسا کیا ہے - ص۳۲۱

مکفر علماء کے یہ بڑے بڑے اعتراضات تھے جن کے جوابات دے دیئے ہیں اور بھی چھوٹے اور رکیک اعتراضات ہیں جو ہم نے چھوڑ دیئے ہیں ص۳۲۲

الہام جمع الہامات

۱ - بشارات پر مشتملہ الہامات جنہیں سے بعض یہ ہیں

(ا) انک من المنصورین - یا احمد بارک اللہ فیک - ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمٰی وغیرہ

(ب) لن ترضٰی عنک الیہود ولا النصارٰی

لفظ یہود میں علماء اسلام کا وہ گروہ داخل ہے جس نے اپنے افعال و اقوال میں ان سے مشابہت پیدا کر لی ہے - ص۱۸۳

(ج) یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ ... الی ... یوم القیامۃ - انا جعلناک عیسی ابن مریم - دیگر الہامات ص۱۸۴ و ص۱۹۲

(د) انی خلقتک من جوھر عیسٰی وانک وعیسٰی من جوھر واحد وکشیٔ واحد ص۱۹۲

۲ - باب الہام کھلا ہے - جو لوگ امت محمدیہ پر باب الہام بند مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں -

(ا) قرآن مجید میں بعض غیر نبی عورتوں اور مردوں سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا - جیسے ام موسیٰؑ سے لا تخافی ولا تحزنی الآیۃ - نیز فرمایا لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا اور آیت تتنزل علیھم الملائکۃ اور آیت یلقی الروح من امرہ علی من یشاء اور آیت یجعل لکم فرقاناً اور آیت یجعل لکم نورا تمشون بہ اور آیت یرزقہ من حیث لا یحتسب - اسی طرح آیت اذ یوحی ربک للملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا اسی طرح دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ص۲۹۷-۲۹۸ و نیز دیکھو زیر "تفسیر"

(ب) سنتِ رسولؐ سے بھی یہ ثابت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا - لقد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر اور بخاری میں آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی حضرت ابن عباسؓ کی قرأت میں ولا محدث بھی آیا ہے اور تحدیث اور نبوت میں قوۃ و فعل کا فرق ہے - ص۳۰۰-۳۰۱ نیز دیکھو "محدث"

الوہیت مسیح

۱ - الوہیت مسیح پر عیسائیوں کے دلائل کا ذکر کہ وہ خالق مخلوقات ہے اور عین رب ہے - اور الوہیت کی وجہ سے مُردوں کو زندہ کرتا تھا -

اور آسمان پر بجسمہ العنصری زندہ ہے اور ازلی و
ابدی غیر فانی ہے وغیرہ ص۱۷۷

ب ۔ الوہیت مسیح اور اُس کے ابن اللہ ہونے کے
عقیدہ کی تردید ۔ ص۲۱۳

انبیاء دیکھو "نبی"

انسان

بنی آدم کی مثال ایک شخص کی طرح ہے ۔ بعض
اُن میں سے دل اور بعض جگر اور بعض دماغ وغیرہ مختلف
اعضاء کا حکم رکھتے ہیں ۔ جیسے انسان بغیر ان اعضاء
کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح لوگ بغیر نبیوں صدیقوں
اور محدثین اور شہداء اور صالحین کے روحانی طور پر
زندہ نہیں رہ سکتے ۔ ص۱۶۷

انگریزی حکومت دیکھو "دولت برطانیہ"

اولیاء دیکھو "ولی"

ب

براہین احمدیہ

براہین میں ان الہامات کا شائع کرنا جن میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عیسٰی کے نام سے پکارا
گیا ہے اور آپ کے مخالفین کو یہود و نصاریٰ کے نام
سے لیکن پھر دس سال تک ایسا کوئی الہام نہ ہوا
ص۱۹۲-۱۹۳

بعث بعد الموت

بعث بعد الموت اور میزان اور سوال کا ہونا ۔
یعنی حساب کا ہونا اور اس کے بعد اہل جنت کا جنت
میں اور اہل نار کا نار میں جانا حق ہے ۔ اور اس سوال کا
کہ مرتے ہی کیونکر جنت اور جہنم میں چلے جائیں گے تفصیلی
جواب ۔ ص۲۵۰-۲۵۳

بندہ دیکھو "عبد"

بنی آدم دیکھو "انسان"

پ

پادری

پادری گو زمین میں فساد پھیلاتے اور انجیل کی طرف
بلاتے ہیں لیکن تلوار نہیں اُٹھاتے بلکہ کتابوں کے
ذریعہ قرآن مجید پر اعتراضوں کے ذریعہ حملہ آور ہیں
ص۲۳۱

پولوس

پہلا شخص جس نے دین مسیحی کو بگاڑا اور صلیبی عقیدہ
اور الوہیت مسیح کی بنیاد ڈالی اور اپنا ایک جعلی کشف
بیان کر کے انانیا جو ایک غبی شخص تھا اس کے ہاتھ پر
یہودی مذہب سے عیسائی مذہب میں داخل ہوا اور
اس کی تفصیل ۔ ص۲۲۵-۲۲۷

پیر صاحب العلمؒ

علاقہ سندھ کے پیر اور ایک لاکھ کے قریب اُنکے
مرید تھے ۔ انہوں نے اپنے کشف میں رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق استفسار
کیا کہ وہ صادق ہیں یا کاذب؟ تو آپؐ نے جواب دیا
کہ وہ صادق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے
اُسی وقت سے وہ آپ کی صداقت پر ایمان لے آئے
اور انہوں نے اپنے دو خلیفے عبداللطیف اور عبدالوہاب
نامی حضورؑ کی خدمت میں اپنا کشف سنانے کیلئے بھیجے ۔
ص۳۰۹-۳۱۰

پیشگوئیاں

سنت اللہ ہے کہ اس کے اخبارِ مستقبلہ میں جو اسعاۃً
سے مزین ہوتی ہیں بعض ایسے اجزا بھی ہوتے ہیں جن
سے لوگوں کی آزمائش مقصود ہوتی ہے ۔ ص۲۷۷

ت

تنبیہہ

زیر عنوان تنبیہہ صعود و نزول عیسیٰ بجسمہ العنصری
کا رد کیا ہے ۔ ص۲۳۸

تفسیر

۱ ۔ آیت یا عیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ الآیۃ
(ا) بعض علماء کے اس قول کا تفصیلی جواب کہ
اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور جملہ
رافعک الیّ مقدم ہے جملہ انّی متوفیک پر
اس صورت میں قیامت کے بعد مسیح کا نزول
اور قیامت کے بعد انکی وفات تسلیم کرنا ہوگی
یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اسمیں تقدیم و
تاخیر نہیں کی جاسکتی۔ حاشیہ ص۱۹۸-۱۹۹
و ص۲۵۷ - ۲۶۱

(ب) اس آیت سے یاجوج ماجوج کے متعلق عقیدہ
کہ وہ مسیح موعود کی زندگی میں سب مرجائینگے
غلط ثابت ہوتا ہے۔ ص۲۱۲-۲۱۳

(ج) ۱ ۔ رافعک الیّ اللہ تعالےٰ کے قول ارجعی
الی ربک راضیۃ مرضیۃ کے مشابہ
ہے ۔ ص۲۰۷

۲ ۔ رافعک میں رفع روح مراد لیا جائیگا
کیونکہ متوفیک کے معنے قبض روح متعین
ہوگئے۔ جو چیز قبض کی گئی اسی کا رفع
مراد ہے ۔ ص۲۶۹

(د) متوفیک کے معنے منیمک کے لینے قرآن
وحدیث اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کے
خلاف ہیں ۔ مزید براں نیند لے بھی لیں تو
اس میں بھی روح قبض کیا جاتا ہے جسم نہیں
ص۲۶۳

تفصیلی معنے ص۲۶۵

(ھ) اگر متوفیک سے نیند مراد لیں تو ماننا پڑیگا کہ
رفع سے پہلے وہ سوتے نہیں تھے ۔ کیونکہ جو
حالت روزانہ وارد ہوتی تھی وہ نئے وعدہ
کے طور پر نہیں ہوسکتی تھی ۔ ص۲۶۴

(و) اگر نیند مراد لیں تو پھر فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیھم کے معنے ہونگے کہ
اس کے سونے کے بعد نصاریٰ گمراہ ہوئے
ص۲۶۴

(ز) متوفیک کے معنے بخاریؒ نے ابن عباسؓ سے
ممیتک لکھے ہیں ۔ ص۲۶۵

(ح) انبیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ۔
ص۲۶۵-۲۶۶

(ط) متوفیک کی تفسیر یہ ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے
مسیحؑ سے کہا میں تجھے فتح اور غلبہ سے پہلے
تجھے وفات دونگا لیکن یہود کے زعم کے خلاف
عزت اور رفع اور قرب کا مقام دونگا اور

تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غلبہ
دونگا - اور اگر مراد آسمان پر لے جانا ہوتا تو
وعدہ دیا جاتا۔ غم نہ کھا ہم تجھے آسمان پر
زندہ لے جائیں گے پھر اتاریں گے اور تمام
وعدوں کے پورا ہونے کی تفصیل ص ۲۶۷

۲ - تفسیر آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیہم - بعض علماء یہ کہکر کہ اس آیت سے
قطعی طور پر وفات مسیح ثابت ہے کہتے ہیں کہ
وہ تین دن یا سات گھنٹوں کے بعد پھر زندہ
ہوگئے تھے - پھر آسمان پر بجسدہ العنصری اٹھائے
گئے اور پھر اتریں گے اور اس عقیدہ کا قرآنی آیت
سے رد - ص ۲۴۲-۲۴۳

۳ - توفی کے معنے

(ا) توفی کے معنے وفات آنحضرتؐ نے آیت
فلما توفیتنی کو اپنے حق میں استعمال
کر کے متعین کر دیئے - حاشیہ ص ۲۸ و ص ۲۹۰

(ب) اگر توفیتنی میں توفی کے معنے آسمان پر
لے جانے کے ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو بھی آسمان پر جانا چاہیئے تھا -
حاشیہ ص ۲۰۸ و ص ۲۰۹

(ج) جب کسی کے متعلق ان فلاناً توفی کہیں - تو
اس کے معنے یہی ہوتے ہیں کہ وہ مر گیا - ص ۲۴۲

(د) توفی کے معنے موت کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ اور ابن عباسؓ اور
تابعین کی ایک جماعت اور امام بخاریؒ اور
امام المحدثین ابن قیمؒ اور اپنے وقت کے محدث
ولی اللہؒ الدہلوی نے کئے ہیں -
حاشیہ ص ۲۵۴-۲۵۵

(ھ) احادیث میں بھی توفی کے معنے وفات کے
ہیں آسمان پر مع جسم کے جانے کے کہیں نہیں
حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کے معنے
ممیتک کئے ہیں اور صحابہؓ میں سے کسی نے
مخالفت نہیں کی - ص ۲۵۶

(و) اس اعتراض کا جواب کہ آیت اللہ یتوفی
الانفس حین موتها والتی لم
تمت فی منامها اور آیت هو الذی
یتوفکم باللیل میں توفی کے معنے انامة
یعنی نیند کے ہیں یہ ہے کہ اصل میں توفی اماتت
اور قبض روح ہی ہیں اسی لئے نوم کے
معنے لینے کے لئے قرائن ذکر کئے ہیں جیسے
والتی لم تمت فی منامها یعنی جو حقیقی
موت سے نہ مرا ہو تو اسکی قبض روح نیند
کے وقت ہوتی ہے جو مجازی موت ہے -
اسی طرح دوسری آیت میں ثم یبعثکم
فیه اور اللیل کا قرینہ اور اس کے بعد ثم
الیه مرجعکم کہکر مجازی موت اور بعث
کو حقیقی موت اور حقیقی بعث کی دلیل بنایا
ص ۲۶۱-۲۶۲

(ز) چیلنج اور انعام - توفی (یعنی باب تفعل) کا
کا جب فاعل اللہ ہو اور انسان مفعول بہ ہو

اور کوئی قرینہ نہ ہو جو اُس کے حقیقی معنے لینے سے مانع
ہو تو قرآن مجید میں سوائے موت کے اور کسی معنٰی میں
استعمال نہیں ہوُا - اور نہ کسی شاعر کے شعر میں
یا کسی حدیث میں ایسا ہوُا ہے - اگر ہوُا ہے تو
کوئی مثال پیش کرو اور انعام دو (یعنی ایکہزار
روپیہ) ص ۲۶۳، ص ۲۷۰

(ح) توفّی کا لفظ پچیس جگہ قرآن میں قبض رُوح
کے معنے میں استعمال ہوُا ہے - بطور مثال
چند آیات کا ذکر - ص ۲۶۹

(ط) متوفیک اور فلما توفیتنی میں رفع مع الجسد
مراد لینا بالکل بے دلیل بات ہے - ص ۲۶۹

۴ - آیت وما قتلوہُ وما صلبوہ کے ذکر کرنیکی وجہ
(ا) ایک تو اس لئے ذکر کیا تا یہود کے اِس عقیدہ
کا بطلان ثابت ہو کہ انہوں نے اپنی شریعت
کے لحاظ سے مسیح کو صلیب پر مار کر ملعون ثابت کر
دیا ہے -

(ب) دوسرے عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کا ردّ
کیا جائے جو کہتے ہیں کہ مسیح مصلوب ہو کر
ہمارے لئے کفارہ ہوگئے - ص ۲۲۲-۲۲۳

(ج) اس آیت اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر
اور اس واقعہ کے ذکر کرنے میں حکمت -
حاشیہ در حاشیہ ص ۲۵۲-۲۵۵

(د) (۱) آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع سے آسمان
پر جانا مراد لینا آیت فیھا تحیون و فیھا
تموتون کے مخالف ہے - اس طرح
آیاتِ قرآنیہ میں تعارض ماننا پڑیگا -

(۲) یہود کا اعتراض رفع جسمانی سے متعلق نہ تھا
اِس لئے مراد رفع روحانی ہے کیونکہ وہ تو
اُسکی مصلوبیت کا دعویٰ کرکے اُسے ملعون
سمجھتے تھے - حاشیہ ص ۲۵۶-۲۵۸

۵ - آیت فیھا تحیون وفیھا تموتون میں اُن
لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں یہ کیوں جائز نہیں کہ
کوئی آسمان پر اٹھایا جائے - حاشیہ ص ۲۵۶

۶ - تفسیر آیت وان من اھل الکتٰب الّا لیؤمنن
بہ قبل موتہ سے حیاتِ مسیح پر استدلال
کرنے والوں کو جواب -

(ا) اگر اس سے حیاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے تو
نزولِ عیسٰی تک کے اہلِ کتاب کو بھی زندہ
رکھنا چاہیئے - حالانکہ بہت سے کتابی کافر بغیر
ایمان لائے مر چکے ہیں - ص ۲۳۸

(ب) اگر زمانۂ نزول کے سب یہود ایمان لے آئینگے
تو یہ معنے کرنا بھی آیت واغرینا بینھم
العداوۃ والبغضاء اور آیت والقینا
بینھم العداوۃ والبغضاء اور آیت و
جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
کے مخالف ہے - ص ۲۳۹

(ج) ابوہریرہؓ کا قول فاقرؤا ان شئتم وان
من اھل الکتٰب الآیۃ جو بخاری کی نزولِ مسیح
کی روایت میں آیا ہے تو وہ جیسا کہ صاحب تفسیر
المظہری نے لکھا ہے کہ انہوں نے تاویل میں

غلطی کھائی ہے ۔ ص ۲۴۰

(د) ابیّ بن کعبؓ کی قرأت قبل موتھم ابو ہریرہؓ کے استدلال کو باطل کرتی ہے کیونکہ اس صورت میں مرجع اہل کتاب ہونگے نہ کہ مسیح ۔ ص ۲۴۱

(ھ) لیؤمننّ بہ میں ضمیر غائب کا مرجع اکثر مفسرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض نے قرآن کو وقیل انہ راجع الی عیسٰی اور اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے ۔ ص ۲۴۱

۷ - آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی یزکّی النّبی الکریم اُخرین من امتہ بتوجھاتہ الباطنیّۃ کما کان یزکّی صحابتہ ۔ ص ۲۴۴

۸ - تفسیر آیت یجعل لکم فرقاناً اور آیت ویجعل لکم نوراً تمشون بہ میں نور اور جو امر فارق خواص عباد اللہ اور عوام میں ہے وہ کشف اور الہام اور تحدیث ہے ص ۲۹۸

۹ - آیت ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب میں رزق سے مراد وہی ہے جو اہل تقوٰی کا مطلوب ہوتا ہے اور وہ کشف الہام اور مخاطباتِ الٰہیہ ہیں ۔ ص ۲۹۸

۱۰ - آیت فثبتوا الذین اٰمنوا کی تفسیر یعنی اُن کے دل میں ایسے کلمات ڈالو جن سے اُن کے دل مطمئن ہو جائیں ۔ ص ۲۹۹

۱۱ - تفسیر آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ انواع ہدایت سے مراد کشف اور الہام اور رؤیا صالحہ اور مکالمات اور مخاطبات اور تحدیث ہے ۔ اس آیت میں انعام سے آسمانی فیوض ہی مراد ہیں ۔ کیونکہ سالک کا اصل مقصود وہی ہیں ۔ ص ۲۹۹

۱۲ - تفسیر آیت تتنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم میں

(ا) رُوح کے ارسال سے کسی نبی یا مرسل یا محدث کی بعثت کی طرف اشارہ ہے جس پر وہ رُوح نازل ہوتی ہے ۔ اور ارسالِ ملائکہ میں اشارہ ہے کہ وہ لوگوں کی حق اور ہدایت اور استقامت کی طرف بلاتے ہیں ۔ جیسا کہ آیت اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سے ظاہر ہے ۔ ص ۳۱۹-۳۲۰

(ب) پس سورۃ قدر میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اس امت کو ضائع نہیں ہونے دیگا اور اُن کے ضلالت اور ظلمات میں پڑ جانے کے وقت اُن پر لیلۃ القدر آئیگی اور رُوح زمین کی طرف اُترے گی یعنی اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندہ پر رُوح ڈالتا ہے اور اُس کو مجدد بناتا ہے اور رُوح کے ساتھ ملائکہ بھی نازل ہوتے ہیں ۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ۔ ص ۳۲۰

۱۳ - تفسیر آیت فلا تزکوا انفسکم ۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی طرف

کمال منسوب کرے اور خیال کرے کہ وہ کچھ ہے اور خالق کو بھول جائے جس نے اُسپر احسان کیا۔ یہ تزکیہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے لیکن جب تُو اپنا کمال اپنے رب کی طرف منسوب کرے اور ہر ایک نعمت اسی کی طرف سے خیال کرے اور اپنے آپ کو کمال کے وقت خیال میں نہ لاوے اور ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قوت اور طاقت اور فضل سامنے رکھے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سمجھے (غسال کے ہاتھ میں مردے کی طرح) تو یہ اظہارِ نعمت ہے۔ ص ۳۲۲

تمیم داری

تمیم داری کی حدیث جو صحیح مسلم میں ذکر ہوئی ہے۔ وہ اس کا کشف تھا۔ اور اسلام کے غلبہ کے وقت نصاریٰ کی حالت مغلوبین اور زنجیروں میں جکڑے ہوؤں جیسی تھی۔ حاشیہ ص ۱۹۳

ج

جنت و جہنم

۱۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ صرف شہداء ہی مرنے کے بعد جنت میں جاتے ہیں۔ بلکہ انبیاء اور صدیق اور مومن بھی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حدیث ان الجنۃ تحت قبوی اور ان قبر المؤمن روضۃ من روضات الجنۃ اور آیت فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور آیت قیل ادخل الجنۃ اور اسی طرح ایک جنتی کا اپنے دوست کو دیکھنا اور فاطلع فرآہ فی سواء الجحیم۔

۲۔ اور اسی طرح اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں مثلاً آیت اغرقوا فادخلوا نارًا۔ معراج میں جنت و جہنم دیکھا تو اُن میں جنتی اور جہنمی بھی دیکھے۔ ص ۲۴۹-۲۵۰

و دیگر آیات و احادیث ص ۲۵۳

۳۔ اس اعتراض کا تفصیلی جواب کہ اگر یہ درست ہے تو حشر اجساد اور حساب اور اعمال کا وزن ہونے کے بعد جنت و جہنم میں داخل ہونے سے پھر کیا مراد ہے؟ ص ۲۵۰-۲۵۱

۴۔ جنت و جہنم کا اہل جنت اور اہل نار کے لئے متمثل ہونا اور بعث کے دن دونوں کا نئے رنگ میں واضح صورت میں متمثل ہونا۔ ص ۲۵۱

ح

حدیث جمع احادیث

نزول مسیح خروج دجال اور ظہور یاجوج ماجوج اور ظہور مہدی سے متعلق حدیثیں۔

۱۔ صحیح مسلم کی حدیث جس میں نزول مسیح اور خروج دجال اور اس کی علامات کا ذکر ہے۔ حاشیہ ص ۱۸۴-۱۸۷

۲۔ ایک اور حدیث جس میں دجال کے مشرق سے آنے اور مدینہ کی طرف جانے اور پھر شام میں ہی ہلاک ہو جانے اور چالیس سال زمین میں ٹھہرنے کا ذکر ہے فینزل عیسیٰ فیتزوج ویولد له حاشیہ ص ۱۸۸

۳۔ تمیم داری کی حدیث حاشیہ ص ۱۸۷-۱۸۹

۴۔ تمیم داری کی حدیث میں دجال کا غیب کی واضح خبر دینا اور نبی کریمؐ کی اطاعت کا حکم دینا پھر خدا تعالیٰ کے الہام سے اپنا خروج بتانا یہ سب امور اس حدیث کے مخالفِ قرآن مجید ہونے کی دلیل ہے اور اس کے مخالف ہونے کے دلائل۔

حاشیہ در حاشیہ ص ۱۸۹

۵۔ دجّال سے متعلقہ احادیث میں تناقض ۔ حاشیہ ص ۱۹۱

نیز دیکھو "دجال"

۶۔ تمیم داری کی حدیث اور حدیث کہ آج جو زمین پر زندہ ہیں وہ سب سو سال تک مر جائیں گے اور حدیث خروج دجال میں مطابقت کی صورت یہی ہے کہ حدیث دجال کو از قبیل استعارات قرار دیکر اس کی تاویل کی جائے اور مراد نصاریٰ لئے جائیں جو مکر و فریب اور فتنوں اور ضلال میں اپنے آباء کی طرح ہونگے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ حاشیہ ص ۱۹۲

۷۔ تمیم داری نے کشفی حالت میں دجال کو دیکھا تھا اور عیسائی اسلام کے زمانۂ اقبال میں گویا سلاسل میں جکڑے ہوئے تھے۔ ص ۱۹۳

۸۔ حدیث الاٰیٰت بعد المأتین میں اشارہ ہے کہ بارہ سو سال کے بعد دجّال یعنی نصاریٰ خروج کریں گے۔ ص ۱۹۳

۹۔ حدیث نزولِ مسیح

(الف) معنی نزولِ مسیح ص ۱۹۶-۱۹۷

(ب) نزول کے دوسرے معنے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔ ص ۱۹۷

۱۰۔ حدیث ان المسیح الدجال ینزل دبر احد وعیسٰی ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق

حاشیہ ص ۱۹۷

۱۱۔ خروج دجال اور نزولِ مسیح کی احادیث میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا کچھ بیان ازالہ اوہام میں کر دیا ہے حاشیہ ص ۲۰۱

۱۲۔ ظہورِ مہدی اور مسیح کی احادیث میں اختلاف کا ذکر۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسیح اور مہدی آپس میں ملاقات کرینگے۔ مشورے کرینگے اور دو وجود ہونگے۔ اور دوسری حدیث میں لا مھدی الا عیسٰی ہے۔ پھر ایک حدیث میں ہے کہ مہدی وسطِ امت میں ہوگا اور مسیح امت کے آخری حصہ میں۔ اور ایک حدیث میں کہ مسیح کسرِ صلیب کے لئے آئیگا یعنی اس وقت عیسائیوں کا غلبہ ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ دجال کے زمین پر غلبہ کے وقت آئیگا۔ حاشیہ ص ۲۰۱ و ص ۲۰۳

۱۳۔ جنہوں نے احادیث میں مستقبل سے متعلق خبروں کو ان کے قرآن کے معارض ہوتے ہوئے ظاہر پر محمول کیا ہے انہوں نے سخت غلطی کی ہے اور انکے غلطی کھانے کا سبب عدم توجہ ہے۔

حاشیہ ص ۲۰۵ و ۲۰۶

۱۴۔ احاد

(الف) ساری احادیث احاد ہیں اور ان میں اختلاف ہونے کی وجہ سے امت میں اختلاف پڑا۔

اور چار فرقے حنفی ۔ شافعی ۔ مالکی اور حنبلی پیدا
ہوئے ۔ ص ۲۱۷

(ب) امام بخاریؒ باوجود تصحیح احادیث میں حد درجہ
اہتمام کے صحیح بخاری میں متناقض حدیثوں کا
تناقض دور نہیں کرسکے ۔ مثلاً معراج کی احادیث
میں عظیم اختلاف پایا جاتا ہے ۔ اسمیں اختلاف
ہے کہ وہ بیداری میں ہوا یا کہ رؤیا تھی ۔
حاشیہ ص ۲۱۷

اختلاف کی مثالیں ص ۲۱۸

۱۵ ۔ ہم احادیث کو استخفاف یا توہین کی نظر سے
نہیں دیکھتے بلکہ ائمہ محدثین کے شکرگذار ہیں ۔ وہ
تاریخ اسلام اور مسائل دین پر مشتمل ہیں ۔ لیکن
ہم قرآن پر انہیں مقدم نہیں کر سکتے ۔ جب
واقعات کے بیان کرنے میں قرآن و حدیث مختلف
ہوجائیں تو قرآن کو مقدم کیا جائیگا ۔ ص ۲۱۸

۱۶ ۔ حدیث انی لا اترک فی قبری الی ثلاثۃ ایام
او اربعین ص ۲۲۰

۱۷ ۔ حدیث ینزل عند المنارۃ شرقی دمشق
اور حدیث کہ مسیح مشرق سے ظاہر ہوگا اشارہ
ہے کہ وہ ہندوستان میں ظاہر ہوگا اور وہاں
سے وہ خود یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق جائیگا ۔
کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں ۔ ص ۲۲۵

۱۸ ۔ حدیث میں " دمشق " کے ذکر کرنے کی وجہ ۔
دیکھو " دمشق "

۱۹ ۔ ظہور مہدی سے متعلق احادیث ضعیف
مجروح ہیں بلکہ بعض موضوع ہیں اور ایک حدیث
لا مھدی الا عیسٰی ہے ۔ ص ۲۳۹

۲۰ ۔ یھلک اللہ فی زمنہ الملل کلھا الا
الاسلام ۔ ظاہری لحاظ سے تو آیاتِ قرآنیہ
کے مخالف ہے ۔ اس لئے اُن کی ہلاکت سے مراد
دلیل اور بیّنہ کے ساتھ ہلاکت ہے جس کی طرف
آیت لیظھرہ علی الدین کلہ اشارہ کرتی
ہے کہ اسلام کو سب مذاہب پر غلبہ حاصل ہوگا
جو حجّت اور برہان کے ساتھ ہوگا ۔ ص ۲۳۹

۲۱ ۔ حدیث و ما من مولود یولد الا والشیطٰن
یمسہ حین یولد فیستھل صارخا من
مسّ الشیطان ایاہ الا مریم وابنھا عیسٰی
امام زمخشری نے اس حدیث کی صحت میں توقف
کیا ہے ۔ کیونکہ ان عبادی لیس لک علیھم
سلطان اور حضرت یحیٰیؑ کی نسبت آیت وسلام
علیہ یوم ولد کے خلاف ہے ۔ کیونکہ سلام
کے معنے حفاظت اور عصمت کے ہیں ۔ ہاں یہ حدیث
اس صورت میں صحیح ہوسکتی ہے کہ ابنِ مریم اور
اس کی والدہ سے مراد ہر متقی لیا جائے جو انکی
صفات سے متصف ہے ۔ ص ۲۴۰-۲۴۱

۲۲ ۔ القبر روضۃ من روضات الجنّۃ او
حفرۃ من حفر النیران ۔ ص ۲۵۱

۲۳ ۔ خم غدیر مقام پر فرمایا انا تارک فیکم
الثقلین اولھا کتاب اللہ فیہ الھدی
والنور ثم قال واھل بیتی وکتاب اللہ

هو حبل الله من اتبعه كان على الهدى
ص ۲۵۲

بخاری اور مسلم کی دوسری احادیث جن میں کتاب اللہ اختیار کرنے کی نصیحت ہے۔ ص ۲۵۱-۲۵۳

۲۴ - من مات فقد قامت قيامته - ان اوفى نعيم المؤمنين فى القبور الجنة تزلف لهم وتفتح له غرفة من غرفها فيأتيهم فى كل وقت روح الجنة وريحانها وان ادنى عذاب الكافر فى القبور تبرز الجحيم وتفتح له حفرة منها فيأتيه فى كل وقت نفحات النار من تلك الحفرة ص ۲۵۳

۲۵ - حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حيين الا كانا من اتباعه - حاشیہ در حاشیہ ص ۲۵۴

۲۶ - ان الله يكشف للمؤمن غرفة الى الجنّة فى قبره - ص ۲۷۹

۲۷ - ان الطفل الرضيع اذا مات قبل تكميل ايام الرضاعة فتتم اياما فى القبر - ص ۲۷۹

۲۸ - ان فى الجنّة مكانا لا ينال الا رجل واحد ارجو ان اكون انا هو فبكى رجل من سماع هٰذا الكلام وقال يا رسول الله لا اصبر على فراقك ..... فقال له رسول الله انت تكون معى ص ۲۹۴

۲۹ - لو کان بعدی نبی لکان عمر ص ۳۰۱

۳۰ - علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس حدیث میں علماء سے مراد محدث ہیں ص ۳۰۱

حمامۃ البشریٰ

ا - اس رسالہ کے تصنیف کی وجہ محمد احمد مکی مبائع احمدی کا خط ہوا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مکہ مکرمہ سے بھیجا - ص ۱۶۲

ب - محمد احمد مکی کے مکتوب کی نقل جس میں اُس نے اپنے ایک دوست تاجر علی طائع کا ذکر کیا ہے - کہ وہ بہادر آدمی ہے اُس نے کہا ہے کہ میرے نام پر کتابیں بھیجی جائیں میں انہیں خود شریف مکہ اور علماء اور دوسرے لوگوں کو دونگا - ص ۱۶۳-۱۶۴

ج - محمد احمد مکی کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے اُن کے خط کا جواب ص ۱۶۵-۳۳۵

خ

خاتم النبیین

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا - کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ کرے - حاشیہ ص ۱۹۹

۲ - اگر مسیح ناصری کا نزول مانا جائے تو یہ امر آیت خاتم النبیین جس کی تفسیر لانبی بعدی سے کی گئی ہے مخالف ہے - اور وحیٔ نبوت کو جو بند ہو چکی ہے جاری ماننا پڑتا ہے - اور اس طرح تو وہ مسیح جن پر انجیل نازل ہوئی خاتم النبیین ٹھہرینگے - کیا ہم ایسا اعتقاد

رکھ سکتے ہیں کہ وہ قرآن کے بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض زائد کریں۔ حالانکہ قرآن مجید کے حق میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکی ہے۔ ص ۲۰۰-۲۰۱

۳۔ خاتم النبیین کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔ آپ کی برکات تمام زمانوں کو محیط ہیں عہ ص ۲۴۴

خلیفہ جمع خلفاء

مسیح موعود کے بعد خلفاء کا سلسلہ۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ احادیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود یا آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ہندوستان سے دمشق کی طرف سفر کریگا۔ ص ۲۲۵

د

دابۃ الارض

۱۔ دابۃ الارض سے متعلق روایات میں اختلافات کا ذکر۔ مثلاً بعض میں حضرت علیؓ کو۔ بعض میں اسکو اسم جنس قرار دیا گیا۔ جب زمین پھٹ جائیگی تو ہزاروں دابۃ نکل آئینگے۔ بعض میں اسے مومن اور بعض میں کافر قرار دیا ہے۔ بعض نے حیوان چار پایہ قرار دیا ہے وغیرہ۔ ان علماء کے پیش نظر علماء سوء دابۃ الارض ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں۔ اور بعض دوسری علامات کا ان پر انطباق ص ۳۰۵-۳۰۸

۲۔ اس اعتراض کا جواب کہ اگر علماء دابۃ الارض ہیں تو اس کی ایک علامت یہ لکھی ہے کہ وہ مومن اور کافر پر نشان لگائیگا۔ اس لئے ان کا آپ کو کافر کہنا مطابق پیشگوئی ہے۔ یہ ہے کہ وسم سے مراد ان کے کفر اور ایمان کو ظاہر کرنا ہے۔ اور یہ اظہار کبھی قول سے ہوتا ہے اور کبھی افعال سے اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ کبھی وہ کافروں اور فاسقوں کو انبیاء اور اولیاء کے انوار ظاہر کرنے کا موجب بنا دیتا ہے۔ جیسے ابوجہل اور اس کے امثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی روشنی اور ایمان کی ضیاء کے اظہار کا موجب ہوئے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو صدق محمدی کے بہت سے پہلو معرض اخفا میں رہتے۔ پس جس طرح ابوجہل اور اس کے امثال مصطفیٰؐ کے صدق و ایمان کے ظہور کا موجب بنے اسی طرح دابۃ الارض مومن کے انوار ایمان کے ظہور کا موجب ہوگا۔ حاشیہ ص ۳۰۸-۳۰۹

دجّال

۱۔ خروج دجّال سے متعلق احادیث اور ان میں تناقض مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اسے خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ تمیم داری کی حدیث میں ہے کہ اس نے اسے ایک گرجا میں قید دیکھا گویا وہ اسوقت موجود تھا۔ ایک حدیث میں ہے

عہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاں جہاں نبوت یا نبی کے آنے سے انکار کیا ہے تو وہاں نبوت مستقلہ مراد ہے اور ایسا نبی جو نئی شریعت لائے یا پہلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے۔ اور امتی نبی مراد نہیں اس کے لئے دیکھیں پیش لفظ روحانی خزائن جلد سوم جس میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ شمس

کہ وہ آخری زمانہ میں نکلیگا - اور مکہ مدینہ کے
سوا سب جگہوں پر غالب آجائیگا - پھر صحیح مسلم
کی ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا - آج جو
چیزیں زمین پر زندہ ہیں اُن میں سے سو سال تک
کوئی زندہ نہ رہے گی وغیرہ -
حاشیہ ص ۱۹۱

۲ - خروج دجال کی حدیث کو از قبیل استعارات
قرار دیکر اس سے نصاریٰ کا گروہ مراد لیا جائے
تو اس طرح اس کی دوسری حدیثوں سے مطابقت
ہو جائیگی - حاشیہ ص ۱۹۲

۳ - دجال سے متعلقہ احادیث ظاہری لحاظ سے
آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین
کفروا الی یوم القیامۃ کے بھی خلاف ہیں
کیونکہ اس آیت میں زمین پر غلبہ یا نصاریٰ سے
متعلق بیان کیا گیا ہے یا مسلمانوں سے کیونکہ
مسلمان متبع حقیقی ہیں اور عیسائی متبع ادّعائی
اور دجال جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے نہ
مسلمانوں سے ہوگا نہ عیسائیوں سے بلکہ خود
الوہیت کا مدعی ہوگا اور اس کی تفصیل -
حاشیہ ص ۱۹۴

۴ - بعض مسلمانوں کا خیال کہ دجال یہود سے ہوگا
وہ اس آیت کے اور بھی مخالف ہے اور
یہود کے حق میں قرآن مجید نے ضربت علیہم
الذلۃ والمسکنۃ بیان فرمایا ہے -
حاشیہ ص ۱۹۵

۵ - دجال کیلئے خروج کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ وہ
ارضی تدابیر و حیل سے اپنا کام نکالیگا - حاشیہ ص ۱۹۷-۱۹۸
و ص ۲۲۴

۶ - بعض احادیث میں اسطرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود
اور دجال بلاد شرقیہ یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے
ص ۲۲۵

۷ - دجال کی حقیقت

(الف) وہ گروہ جو تلبیس و تمویہ کرے اور جھوٹ
کو خالص حق کی طرح ظاہر کرے -

(ب) قرآن میں کسی فرد خاص دجال کا ذکر نہیں حالانکہ
اُس کے حق میں ما فرطنا فی الکتٰب من شیءٍ
اور تفصیل کل شیءٍ آیا ہے - ص ۲۲۷

(ج) قرآن میں ایک مفسد و مکار گروہ کا ذکر ہے
جس کے بارہ میں وھم من کل حدب ینسلون
وارد ہے - انکی مکاری اور فساد کا تفصیلی
ذکر اور وہ قوم نصاریٰ ہے - دیکھو کس طرح
سادات القوم اور علماء اور مشائخ اور
امراء کی اولادیں مختلف اغراض کے لئے
عیسائی ہوگئے ہیں - ص ۲۲۸ - ۲۲۹

(د) ۱ - عیسائی دجال معہود اور شیطان کے
مظہر ہیں - ص ۲۲۹

۲ نعیم بن حماد کی ایک روایت میں کثیر بن مرۃ
سے روایت ہے کہ اُس نے کہا دجال شیطان ہے
وہ آخر زمان میں ظاہر ہوگا - لوگوں کے سینے میں
وسوسہ پیدا کریگا - مسیح موعود اُسے

آسمانی حربہ سے یعنی نور سے قتل کرینگے۔ ص۳۱۲

۸۔ قتلِ دجّال کی حقیقت

(الف) تمام احادیث سے ظاہری برچھی سو قتلِ دجّال ثابت نہیں۔ بخاری کی حدیث یفنح الحرب اسکے منافی ہے۔ پھر وہ حربہ اپنے ہاتھ میں کیوں لیگا۔ اس حربہ سے رُوحانی آسمان سے اُترا ہُوا حربہ مراد ہے۔ اور جیسے کہ ایک حدیث میں جو ابنِ عباسؓ سے مروی ہے ظاہر ہے کہ حربہ آسمانی ہوگا نہ ارضی۔ پس قتل بھی روحانی امر ہے جسمانی نہیں۔

(ب) پھر جبکہ دجال آخری زمانہ کا شیطان ہے جو اپنے مظاہر کے ذریعہ گمراہی پھیلاتا ہے تو قتل جسمانی کا کوئی مطلب نہیں اور یہ بھی منقول نہیں کہ وہ قتل کے بعد دفن کیا جائیگا یا سمندر میں پھینکا جائیگا۔ بہر حال ابلیس کے قتل کے لئے روحانی حربہ ہی ہوسکتا ہے

ص۳۱۳-۳۱۴

دمشق

حدیث میں عند المنارۃ شرقی دمشق میں دمشق کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مسیح موعود نے کسرِ صلیب کے لئے آنا تھا۔ اور دمشق عیسائیوں کے فتنہ کا منبع تھا۔ اور صلیبی عقیدہ کی بنیاد پولوس کے ذریعہ دمشق میں پڑی تھی۔ ص۲۲۵-۲۲۶

دولتِ برطانیہ

یہ حکومت پادریوں اور عیسائی مذہب کے علماء کی کوئی خاص رعایت نہیں کرتی بلکہ ہر قوم کو مساوی آزادی دی ہوئی ہے۔ ہم امن و عافیت اور آزادی سے شریعت کے احکام بجا لاتے اور عیسائیت کا ردّ کرتے ہیں۔ ایسی آزادی مسلمان ملکوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ اور وہ عادل ہے اسلئے بحکم حدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ہندوستان کے لوگوں کو بغاوت کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ملکہ مکرمہ کا ذکر کہ وہ دل میں اسلام کو دوسرے مذاہب پر ترجیح دیتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ اُن کے شہروں میں اسلام کی اشاعت ہو۔ ایک گروہ انگریزوں کا اسلام بھی اختیار کرچکا ہے اور اُن سے اچھا سلوک کیا ہے وغیرہ۔ ص۲۲۹-۲۳۱

ر

رجوع

عدم رجوع موتٰی کا قرآن مجید سے ثبوت۔ ص۲۴۶-۲۴۸ و ۲۵۳

رفع

۱۔ رفع اور موت ایک نہیں ہوسکتے۔ اگر مسیحؑ بجسمہ العنصری اٹھائے گئے تو لازمی طور پر انہیں اس وقت زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ موت رُوح کے جسمِ عنصری سے جُدا ہو جانے کا نام ہے۔ حاشیہ ص۲۰۸

۲۔ سب انبیاء کا رفع ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے بھی فرمایا۔ تین دن یا چالیس دن تک میں قبر میں مردہ نہیں رہونگا بلکہ زندہ ہوں گا۔

اور آسمان کی طرف مرفوع ہونگا - دوسرے انبیاء سے بھی آسمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے - اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو کیونکر ملتے - موسیٰؑ کی زندگی تو آیت فلا تکن مریة من لقائه سے ظاہر ہے - ص ۲۴۱

۳- عیسیٰؑ کے رفع کا قرآن مجید میں خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہود نے کاذب اور ملعون ثابت کرنے کے لئے مصلوب کرنا چاہا - اللہ تعالےٰ نے متوفیك ورافعك الیّ کی بشارت دی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونگے - ورنہ سب نبی مرفوع ہوئے تھے - ص ۲۲۲

۴- آیت ماقتلوه وماصلبوه اور بل رفعه الله الیه سے مسیح کے رفع الی السماء پر استدلال کا جواب - حاشیہ در حاشیہ ص ۲۵۵

۵- آیت رافعك الیّ میں رفع رُوح مراد ہے کیونکہ متوفیك میں جب قبض روح کے معنی متعین ہوگئے تو رفع بھی رُوح کا ہوگا - ص ۲۶۸

۶- اگر عیسیٰؑ نے دنیا میں دوبارہ آنا ہوتا تو رفع کے بعد نزول کی بجائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رجوع کا لفظ استعمال فرماتے - نزول کا لفظ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ آنے والا کوئی اور شخص ہوگا نہ کہ عیسیٰؑ جو نبی اللہ ابن مریم تھے - حاشیہ ص ۳۱۱

ز

زمانہ

اِس زمانہ کی حالت یہ ہے کہ اِس میں زمین فسق و فجور اور شرک وکفر اور عیسائیوں کے مکائد سے بھری ہوئی تھی - اور اعتقادات میں خرابی پیدا ہوچکی تھی - اور عیسائی ائمة المفسدین تھے - ص ۱۷۶-۱۷۷

علّامہ زمخشریؒ

ابوہریرہؓ سے مروی حدیث کہ پیدائش کے وقت شیطان کے مسّ سے صرف مسیح اور ان کی والدہ محفوظ رہے کی صحت کے بارے میں علّامہ زمخشری نے توقف کیا ہے - مگر یہ کہ ابن مریمؑ اور حضرت مریمؑ سے ہر وہ نیک اور متقی شخص مراد لیا جائے جو ان کی صفات اپنے اندر رکھتا ہو - ص ۲۴۰-۲۴۱

ش

شعر جمع اشعار — دیکھو "قصیدہ"

شہید جمع شہداء

جیسے شہید مرنے کے بعد جنّت میں جاتے ہیں - اُسی طرح انبیاء اور صدیقین اور حقیقی مومن بھی - اور اسی طرح جہنمی جہنم میں مع آیات قرآنی و احادیث - ص ۲۴۹-۲۵۰

ص

صحابہؓ

صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے - اسی لئے جب حضرت ابوبکرؓ نے آیت قد خلت من قبله الرسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر استدلال

کیا تو اُن میں سے کسی نے یہ اعتراض نہ کیا کہ حضرت عیسیٰ جو زندہ ہیں اور پھر آئیں گے حالانکہ آنحضرتؐ کا زندہ رہنا اور رجوع زیادہ انفع ہے خصوصاً جبکہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے متعلق ایسا خیال کیا تھا جس کی تردید حضرت ابوبکرؓ نے کی تھی۔ ص ۲۲۶

ع

عائشہؓ

حضرت عائشہؓ احادیث کی قرآن مجید سے موافق کرنے کے لئے تاویل کرتی تھیں۔ اور آپ فقیہہ فاضلہ اور محبوبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور لوگ اُن سے مشکل مسائل پوچھا کرتے تھے۔ ص ۲۰۵-۲۰۶

عبد

وہ بندہ جس کے لئے خدا خیر چاہتا ہے۔ اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے خیرات اور نیکیوں کی قوت اور طاقت دی جاتی ہے اور وہ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا وغیرہ ص ۱۲۶

عبداللہ بن عباسؓ

آپ کو زبان عرب میں دسترس حاصل تھی۔ علم تفسیر اور عربی زبان کے بہت بڑے عالم تھے ص ۳۱۱

عبداللہ عرب

پیر صاحب العلم سندھی کے خلیفہ مشہور تاجر مالدار صالح تھے۔ پیر صاحب نے انہیں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے پاس اپنا ایک کشف بتانے کے لئے بھیجا تھا۔ ص ۳۱۰

عرب ۱۔ عربوں کی ایک جماعت بھی صدق و صفا کے ساتھ بیعت کر چکی ہے۔ اُن میں سے اوّل المبائعین محمد سعید الطرابلسی الشامی ہیں جنہوں نے ایقاظ الناس رسالہ لکھا۔ ص ۱۸۲

۲۔ عربی زبان میں رسائل لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ سمجھ لینے کے بعد عرب بعض ہندوستانی علماء کی طرح انکار پر مصر نہیں رہتے۔ لیکن ان کتب و رسائل کے نہ بھیجنے کی وجہ ص ۱۸۲

عقائد دیکھو "مسیح موعودؑ کے عقائد"

علماء

(ا) علماء ہند کا ذکر کہ وہ اب تک میری ہلاکت کے منتظر اور فتاویٰ تکفیر لکھتے ہیں۔ ص ۱۸۳

(ب) علماء کے حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد پر گیارہ اعتراضات (۱) نبوت کا مدعی ہے (۲) عیسیٰ بن مریم کی شان میں کلماتِ استخفاف استعمال کرتا ہے (۳) وہ وفات یافتہ اور شام میں مدفون ہیں (۴) اُن کے معجزات کا منکر ہے (۵) ان کے خالقِ طیور اور (۶) مُردوں کو زندہ کرنے والا اور (۷) عالم الغیب اور (۸) آسمان میں زندہ ہونے کا منکر ہے (۹) مسیح اور اُن کی والدہ کے مسِّ شیطان سے معصوم ہونے کی خصوصیت نہیں مانتا (۱۰) فرشتوں اور اُن کے نزول و صعود کا انکاری ہے (۱۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ ص ۱۸۴-۱۸۵

نیز دیکھو "اعتراضات اور اُن کے جوابات"

جواب (ا) یہ سب افتراء ہے میں نے کوئی کلمہ خدا کے فرمودہ کے خلاف نہیں کہا مسیح کے

خدا کی طرح خالق الطیور اور محی اموات اور مسیح کی
مس شیطان سے معصوم ہونے کی خصوصیت میرے
نزدیک کذب اور دور ہے اور یہ اعتراض کہ میں
ملائکہ پر ایمان نہیں لاتا بالکل بے اصل ہے۔ اگر
میں نے ایسا کہا ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر لعنت کرے
اور حق بات یہ ہے کہ اہلِ سنت کے عقائد کے خلاف
میں نے کوئی عقیدہ نہیں رکھا ۔ ص ۱۸۶-۱۸۷
و ص ۲۰۵-۲۰۶

ب ۔ وفاتِ مسیح کو میں قرآن مجید کی شہادت پر
مانتا ہوں۔ قرآن میرے اور ان کے درمیان حَکَم
ہے فیصلہ کرلیں ۔ ص ۱۸۷
نیز دیکھو "مسیح ناصری کی وفات"

ج ۔ علماء نے نشانات دیکھ کر انہیں رمل اور استدراج
کہہ دیا۔ ص ۲۱۱

د ۔ علماء کے اس خیال کا رد کہ مسیح موعود نصاریٰ
سے جنگ کریگا اور اسلام اور قتل کے سوا
ان سے کچھ اور چیز قبول نہ کریگا ۔ ص ۲۲۹

علی طائع

ا ۔ شعب عامر مکہ کے رہنے والے تاجر تھے۔ انہوں
نے محمد احمد مکی احمدی سے کہا کہ میرے نام پر
کتابیں منگوائیں میں انہیں تقسیم کردونگا ۔
ص ۱۷۳-۱۷۴

ب ۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بطور
حسن ظنی فرمانا کہ وہ رجل طیب صالح ہے اور
مبادر شخص معلوم ہوتا ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ
اسے مہمات اسلام کی تکمیل کیلئے وسیلہ بنادے۔
ص ۱۷۵-۱۷۶

عمرؓ

حضرت عمرؓ کی زبان پر حق جاری ہونا۔ بعض
احکام قرآن سے آپ کی رائے موافق ہوئی۔ اور
ملہم و محدث تھے ۔ ص ۲۴۶

عیسائی

ا ۔ موجودہ زمانہ میں عیسائی اُمّۃ المفسدین تھے انکے
حیل اور فریبوں سے بہت سے بت پرست اور
جاہل محجوب مسلمان مرتد ہوگئے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم سے یاد اور آپکی
توہین کرتے ہیں ۔ ص ۱۷۷

۲ ۔ الوہیت مسیح پر عیسائیوں کے دلائل ۔
دیکھو "الوہیت مسیح"

۳ ۔ توہین رسولؐ میں ان کا بہت سی کتب کی اشاعت
کرنا اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنا ۔ ص ۱۷۸

۴ ۔ ان کا الوہیت مسیح کے متعلق عقیدہ ۔ مسیح
میں سب قسم کی کمزوریاں اور صلیب پر موت
تسلیم کرنے کے باوجود اسے خدا اور خدا کا بیٹا
بناتے ہیں ۔ حاشیہ ص ۲۱۳

ف

فرشتے

ا ۔ علماء کا یہ عقیدہ کہ فرشتے زمین کی طرف ایسے
اترتے ہیں جیسے کوئی انسان پہاڑ سے نیچے کی طرف
آتا ہے ۔ ہم نہیں مانتے ۔ کیونکہ فرشتے کسی صفت

میں بھی انسان کے مشابہ نہیں - بلکہ اُن کی صفات
خدا کی صفات سے مشابہ ہیں جیسے فرمایا - و
جاء ربّک والملک صفًا صفًا - جیسے رات
کے آخری ثلث میں خدا کا نزول ہوتا ہے اور
وہ جسمانی نہیں ہوتا اسی طرح فرشتوں کا نزول ہے،
اور مطابق آیت قرآنی و ما منا الا له مقام
معلوم ہر ایک فرشتہ اپنے مقام پر رہتا ہے
اسی وجہ سے انہیں ایمانیات میں شامل کیا ہے۔
جیسے آیت ذلک البر من آمن باللہ والیوم الآخر
والملٰئکۃ میں - پس فرشتوں اور ان کی صفات
کی حقیقت عقل سے بالا ہے اور خدا کے سوا کوئی
نہیں جانتا - ص ۲۷۲-۲۷۳
و ص ۲۸۰-۲۸۲

۲ - فرشتوں کا تمثل انبیاء کے لئے بنی آدم کی
صورت میں - کبھی نور کی شکل میں کبھی اہل کشف
پر اطفال کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں - لیکن باوجود
اس کے وہ اپنے اصلی وجود میں اپنے مقام معلوم
پر ہوتے ہیں - اور ان کے اعمال کا ذکر -
ص ۲۷۳

۳ - اس سوال کا جواب کہ کیا فرشتے جس بات کے کرنے کا
انہیں حکم دیا جائے اتنے تھوڑے وقت میں کر
سکتے ہیں - جو ان کے ایک مکان سے دوسرے
مکان تک منتقل ہونے میں لگتا ہے - بصورت اقرار
اُن کا نزول عبث - بصورت عدم استطاعت یہ
نقص لازم آئیگا کہ خدا تعالیٰ کو اپنے مطلوب کے
حصول کے لئے ملائکہ کے نزول الی الارض کا انتظار
کرنا پڑیگا - حاشیہ ص ۲۷۴

۴ - ملائکہ زمین و آسمان کی ہر چیز سے جسم میں بڑے
ہیں - اگر ایک نازل ہو جائے تو سب اقلیموں کو
ڈھانپ لے - پس ان کا نزول تمثیلی ہوتا ہے -
اصلی جسم کے ساتھ نازل نہیں ہوتے ص ۲۷۵

۵ - ملائکہ اپنے مقامات کو نہیں چھوڑتے جیسا کہ
حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ثابت ہے ص ۲۷۶

۶ - جبریلؑ کا جسم مشرق و مغرب کو بھر دیتا ہے اگر
اتنے بڑے جسم کے ساتھ اُترے تو آسمان خالی
رہ جائیگا - ص ۲۷۶

۷ - سورۃ قدر کی آیت تتنزّل علیهم الملٰئکۃ
والروح اگر اپنا مقام چھوڑ کر آئیں تو آسمان
خالی ہو جائے - ص ۲۷۶

۸ - ان کل نفس لما علیها حافظ جب سورج -
چاند ستارے - افلاک اور ارض ہر چیز کے محافظ
ہیں تو لازمی ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس
چیز سے جُدا نہ ہوں جس کی حفاظت انکے ذمہ
لگائی گئی ہے - ص ۲۷۷

۹ - نزولِ ملائکہ کی حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ
اُن کا مثالی وجود ظاہر کرتا ہے - اگر ایسا نہ
ہوتا تو سب انہیں دیکھ لیتے - عالمِ مثال کی
نظائر بہت ہیں - اس کی تائید میں حدیثیں -
ص ۲۷۸-۲۸۰

۱۰ - احادیث میں ہے کہ جبریلؑ زمین میں حضرت علیہ

کے ساتھ تیس سال تک رہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہ آسمان سے وحی کرتا ہے اور وہ خدا سے وحی پاتا ہے اور دوسروں کو اطلاع دیتا ہے۔ ص ۲۸۱

۱۱ - وحی - اگر زمین میں ایک لاکھ نبی فرض کئے جائیں جن میں سے بعض مشرق اور بعض مغرب بعض جنوب اور بعض شمال میں ہوں اور اللہ تعالےٰ سب نبیوں کو بیک وقت وحی کرنے کا حکم دے اسی طرح ملک الموت کو مختلف جہات سے ایک لاکھ آدمی کی روح قبض کرنیکا حکم دے تو کیا جبریل یا ملک الموت اس حکم کی تعمیل پر قادر ہونگے یا نہیں - اگر ہونگے تو پھر اُن کے لئے آسمان سے نازل ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ص ۲۸۳

۱۲ - ملک الموت کی نسبت ایک اور استفسار کہ اگر ملک الموت بلادِ مشرقیہ کے ایک شہر میں وبا کے ایام میں نازل ہو اور دو ماہ تک وہاں قبض روح کا سلسلہ جاری رہے تو اس اثناء میں بلاد مغربیہ میں جن کی موت آچکی ہو گی اُنکی قبض روح کون کریگا - اور اگر وہ مشرق میں ہوتے ہوئے مغربی ممالک کے باشندوں کی ارواح قبض کرسکتا ہے تو پھر اُسے آسمان سے نزدل کی ضرورت کیا ہے۔ ص ۲۸۲-۲۸۳

۱۳ - نزولِ ملائکہ کی تقریبی مثال جس سے ہمارے عقیدہ کی وضاحت ہوتی ہے - ص ۲۸۴

۱۴ - فرشتوں کے نزول کے متعلق جو میں نے بیان کیا ہے یہ علم اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں اور یہی سکینت ہے جو محدثین کی زبان پر بولتی ہے ص ۲۸۴

۱۵ - علماء کے اس اعتراض کا جواب کہ میں ملائکہ کو سورج چاند اور نجوم کی ارواح مانتا ہوں - یہ غلط ہے - میں فرشتوں کو مطابق آیت ان کل نفس لما علیہا حافظ ان اجرام کے مدبرات مانتا ہوں - ص ۲۹۶

ق

قتلِ انبیاء

دیکھو زیر "نبی"

قرآن مجید

۱ - قرآن اور احادیث

(ا) قرآن مجید کے خلاف کوئی حدیث قبول نہیں کی جائیگی - اگرچہ ہزار حدیث ہوں - حاشیہ ص ۲۱۱

(ب) کوئی متقی عالم قرآن مجید پر غیر القرآن کو مقدم نہیں کرسکتا - قرآن ایک زندہ کلام اور امام صادق ہے کوئی حدیث اس کے معارض قابلِ قبول نہیں - حضرت عائشہؓ احادیث کو قرآن مجید کے مطابق کرنے کے لئے ان کی تاویل کیا کرتی تھیں - ص ۱۸۸-۱۹۰

(ج) قرآن کلام ربانی ہے - ہر آیت اس کی قطعی متواتر - لوگوں کے کلام کے دخل سے منزہ ہے، اور احادیث سوائے نادر کے احاد ہیں - ص ۲۰۵

(د) قرآن مجید کی صحت کی ذمہ داری خود اللہ تعالےٰ نے

آیت انا لہ لحافظون میں نی ہے ص۲۱۶

۲ - قرآن اور اُس کی ترتیب

(ل) قرآن وحی متلو ہے۔ سارے کا سارا متواتر اور قطعی ہے مع نقاط اور حروف کے۔ اور جمع اور ترتیب قرآن خود آنحضرتؐ نے کی اور ہمیشہ نماز میں اُسے پڑھتے تھے۔ ص۲۱۶

(ب) حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے سُنی ہوئی سورتوں کی ترتیب کے مطابق قرآن کو جمع کیا۔ پھر تیسرے خلیفہ نے لغتِ قریش کی قرأت پر لوگوں کو جمع کیا۔ ص۲۱۷

۳ - قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑنے کیلئے آنحضرتؐ کی وصیت خم غدیر پر۔ ص۲۵۲

نیز دوسری احادیث حسبکم القرآن۔ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وغیرہ ص۲۵۲-۲۵۴

۴ - قرآن مجید میں استعارات جیسے ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ یحیی کا لفظ استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

(۲) فاصمّھم واعمیٰ ابصارھم۔ اس کے معنے اضلّھم لغت کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ استعارہ کے طور پر ہیں۔ اسی طرح توفّی بمعنی اماتت استعارہ کے طور پر نہیں۔ ص۲۶۲

قسم

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسة میں قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خبر ظاہر پر محمول ہے جس میں تاویل واستثنا نہیں ورنہ قسم کا کیا فائدہ تھا۔ حاشیہ ص۱۹۲

(ب) حضرت مسیح موعودؑ کا قسم کھانا کہ میں اپنے رب کی طرف سے بصیرت پر ہوں۔ خدا کی شہادت اور اس کی کتاب اور اس کے الہام وکشف میرے ساتھ ہیں۔ ص۱۸۸

قصیدہ لطیفہ

مفاسد زمانہ اور جِن کے راستوں کے لئے ایک ہادی کی ضرورت۔ اور سید الانبیاء وفخر الانس والجانؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر مشتمل قصیدہ ص۳۲۶-۳۲۵

م

مجدّد

مجدّد اعظم کی یقینی علامات۔ جب اللہ تعالیٰ کسی مصلح رسول یا نبی یا محدث کو بھیجتا ہے تو اُس وقت لمۂ ملک اقویٰ ہوجاتا ہے اور لوگوں کی استعداد کو قبول حق کے قریب کر دیتا ہے اور انہیں عقل وفہم ہمت اور نورِ فہمِ قرآن عطا کرتا ہے اور ذہنوں میں صفائی اور عقلیں پختہ اور ہمتیں بلند ہوجاتی ہیں اور اسی کی طرف سورۃ القدر میں اشارہ ہے۔ ص۳۱۹

نیز دیکھو "تفسیر"

محدّث

۱ - تحدیث میں تمام اجزائے نبوت بالقوۃ پائے جاتے ہیں

اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا۔ استعداد باطنی کے لحاظ سے یہ کہنا کہ محدث نبی ہے یعنی بالقوۃ نبی ہے درست ہے۔ صٓ ۳۰۰

۲۔ حضرت عمرؓ کو ایک طرف محدث کہنا اور دوسری طرف لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ محدث کمالاتِ نبوت کا جامع ہوتا ہے صرف قوۃ و فعل کا فرق ہے اسی کی طرح حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارہ ہے۔ اس میں علماء سے مراد محدث ہیں۔ صٓ ۳۰۱

۳۔ یہ مقام کسب سے نہیں حاصل ہوتا۔ جیسے نبوت محدث سے خدا تعالیٰ نبیوں کی طرح کلام کرتا ہے اور مرسلین کی طرح اللہ تعالےٰ اسے بھیجتا ہے اور اسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی پیتا ہے۔ صٓ ۳۰۱

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آپ امام المتقین اور امام الانبیاء والمرسلین تھے اور آپ اُمّی تھے۔ صٓ ۱۷۲

۲۔ محمدؐ اور عیسیٰؑ کی زندگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اپنی قبر میں تین دن یا چالیس دن علی اختلاف الروایات مردہ نہیں ہونگا بلکہ زندہ ہو کر مرفوع الی السماء ہونگا تو اس سے بھی حیات روحانی اور رفع روحانی مراد ہے۔ اور ارجعی الی ربک اور رافعک الیّ کا ایک ہی مفہوم ہے۔ سب انبیاء کا رفع الی اللہ ہوتا ہے اسی لئے معراج میں آنحضرتؐ کی مختلف نبیوں سے ملاقات ہوئی۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ زندہ ہو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں۔ صٓ ۲۲۱

محمد احسن رضؓ

مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا ذکر کہ وہ صالح تقی اور ماہر علم حدیث وغیرہ ہیں صٓ ۱۸۱

محمد احمد مکی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے آپ کے خط کا جواب صٓ ۱۷۵ و ۳۳۵

نیز دیکھو "حمامۃ البشریٰ"

محمد سعید الطرابلسی الشامی النشار الحمیدانی

عربوں میں سے پہلے مبائع احمدی ہوئے۔ اور انہوں نے "ایقاظ الناس" رسالہ لکھا۔ حاشیہ صٓ ۱۸۲

مسلمان

۱۔ مسلمانوں نے اسرار پر غور کرنے اور ان کی تفتیش حقیقت سے پہلے جھگڑا کیا۔ اور شدید مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے میری تائید میں نشان دکھائے مگر پھر بھی وہ انکار پر مُصر رہے اور مجھ پر افتراء کئے۔ صٓ ۱۷۹

۲۔ اپنے افعال و اعمال میں انہوں نے یہود سے کلّی مشابہت پیدا کر لی صٓ ۱۷۹۔ نیز دیکھو صٓ ۲۳۵ و ۲۳۷-۲۳۸

۳۔ ہدایت یافتہ لوگ مجھ سے حسن ظن رکھتے اور میری باتوں کو قبول کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے سکینت اتاری ہے۔ صٓ ۱۷۹

مسیح موعودؑ

۱ (ا) عقائد اور اپنے متعلق شہادت۔ نماز پڑھنے روزہ رکھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے اور اتباعِ سنت کا ذکر۔ صلحاء کی علامات کہ انہیں صائب فراست اور دوسروں سے بڑھ کر عقل دی جاتی ہے اور نئے معارف دیئے جاتے ہیں۔ ص ۱۷۱

(ب) ہمارا دین اسلام ہے۔ ص ۲۰۰

۲ - آپ کا علی طائع مکّی کی تعریف کرنا۔
دیکھو "علی طائع"

۳ - اپنے حالات کا ذکر اور حالات زمانہ ص ۱۷۶
نیز دیکھو "زمانہ"

۴ - عیسائیوں کے اضلال اور ان کے مکائد وحیل اور توہین رسول پر مشتمل کتب کی اشاعت کا ذکر اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تائید و تجدید دین اور بندوں کو گمراہی سے نجات دلانے کے لئے مع دلائل و براہین و تائیدات اور الہامات دیکر بھیجا۔ ص ۱۷۸

۵ - مسلمانوں کے آپ کے ساتھ بُرا سلوک کرنے کا ذکر۔ ص ۱۷۸

۶ - علماء کی طرف سے شدت مخالفت کے وقت خدا تعالیٰ سے دُعا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ تائیدات کا ذکر۔ ص ۱۷۹

۷ - آپ کے اتباع

(ا) میرے اتباع سب متقی ہیں لیکن سب سے بصیرت و علم اور ایمان میں اکمل اوّل المبایعین حضرت مولوی نور الدینؓ ہیں۔ ص ۱۸۰
نیز دیکھو "نور الدینؓ"

(ب) عربوں کی ایک جماعت بھی بیعت میں شامل ہے اُن میں سے محمد سعید الطرابلسی الشامی ہیں۔ جنہوں نے رسالہ "ایقاظ الناس" لکھا ہے۔ ص ۱۸۱-۱۸۲

۸ - علماءِ ہند کی مخالفت کا ذکر۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو بشارات بذریعہ الہام دیں۔ ص ۱۸۳
نیز دیکھو "الہام"

۹ - دعوئ مسیحیت کرنے میں احتیاط

(ا) باوجود الہام کے مطابق علماء کے تشابہ بالیہود کی علامت دیکھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ مسیح ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مَیں ہونگا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مجھے الہامًا فرمایا کہ مَیں عیسٰی ابن مریم ہوں۔ اور مجھے اس نام سے خطاب کیا۔ ص ۱۸۴

(ب) اس دعوٰی کی وجہ سے علماء کا آپکو کافر کاذب دجّال وغیرہ کہنا۔ ص ۱۸۴

(ج) آپ کا خدا کی قسم کھا کر فرمانا کہ مَیں مومن مسلم ہوں۔ ص ۱۸۴

(د) براہین احمدیہ میں ایسے الہامات درج ہیں جن میں عیسٰی کے نام سے آپ کو پکارا گیا۔ اور آپ کے مخالفوں کو یہود و نصارٰی سے مشابہ قرار دیا گیا۔ پھر دس سال تک ایسا کوئی الہام نہ ہُوا۔ براہین میں مجمل طور پر ذکر تھا۔

ہی دعویٰ میں نے دس سال کے بعد تفصیل سے کیا۔ ص ۱۹۲-۱۹۳

۱۰۔ آپ کے عقائد۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں اس کے رسولوں۔ فرشتوں۔ بعث بعد الموت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھتا ہوں۔ ص ۱۸۴

۱۱۔ مسیح موعودؑ پر علماء کے اعتراضات۔ دیکھو "علماء"

۱۲ مسیح کا نزول

(الف) نزول مسیح اور خروج دجال سے متعلق احادیث دیکھو زیر "حدیث"

(ب) نزول کے معانی اور اس سے متعلقہ آیات واحادیث۔ حاشیہ ص ۱۹۷

(ج) فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول سے مراد یہ ہے کہ اس کا سلسلہ آسمانی فرشتوں کی مدد سے ملک شام میں پھیلیگا۔ عساکر و افواج کے ذریعہ نہیں۔ حاشیہ ص ۱۹۷ نیز دیکھو "نزول"

۱۳۔ مسیح موعود امتی ہوگا۔ بخاری وغیرہ صحاح میں مسیح موعود کو امتی اور مسلمانوں کا امام بتایا گیا ہے۔ اور آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں اسلئے نہ کوئی مسیح آپ کے بعد نہیں آسکتا اور نہ ہی قرآن کی تکمیل کے بعد اسے منسوخ کر سکتا ہے۔ حاشیہ ص ۱۹۹

۱۴ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح اہل صلیب کے غلبہ کے وقت آئیگا اور ایک حدیث میں ہے کہ غلبۂ دجال کے وقت آئیگا۔ یہ دونوں حدیثیں بظاہر متناقض ہیں۔ اور غلبۂ نصاریٰ کا ہم نے مشاہدہ کر لیا ہے۔ پس رفع تناقض صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم تسلیم کریں کہ دجال پادری ہیں اور نصاریٰ اور دجّال ایک ہی قوم کے دو نام ہیں۔ حاشیہ ص ۲۰۱-۲۰۲

۱۵۔ (الف) مسیح اور مہدی سے متعلقہ احادیث میں اختلافات ص ۲۰۱-۲۰۲

(ب) اختلافات۔ بعض احادیث سے مسیح موعود کا مہدی کا تابع اور مطیع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ ائمہ قریش سے ہونگے اور مسیح قریشی نہیں۔ اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حَکَم عدل امام اور خلیفۃ اللہ ہوگا۔ چالیس سال تک اُسپر وحی اترےگی قرآن کے بعض احکام منسوخ کرے گا۔ گویا وہ خاتم النبیین ہوگا۔ حاشیہ ص ۲۰۳

(ج) مسلمانوں کے مہدی اور مسیح اور دجّال کے بارہ میں متناقض عقائد اور اس کی تفصیل۔ حاشیہ ص ۲۰۴ وحاشیہ ص ۲۰۷

۱۶۔ یضع الحرب۔

(الف) بخاری کے بعض نسخوں میں جو یضع الجزیہ آیا ہے وہ غلط ہے۔ یضع الحرب صحیح ہے اور یضع الجزیہ کے غلط ہونے کی دلیل یہ ہے

کہ اگر مسیح نصاریٰ سے صرف قبول اسلام کی شرط پر جنگ کریگا تو پھر سب مسلمان ہو جانے چاہئیں اور یہ امر ان آیات کے خلاف ہے جن میں یہود و نصاریٰ کے قیامت تک باقی رہنے کا ذکر ہے۔ صـ ۲۱۰-۲۱۱

(ب) علماء کے اس خیال کا رد کہ مسیح موعود نصاریٰ سے جنگ کریگا اور اسلام اور قتل کے سوا راضی نہ ہوگا - یہ ایک افتراء ہے حدیث یضع الحرب اس کے خلاف ہے۔ دوسرے نصاریٰ بھی اپنے دین کے لئے ہمارے زمانہ میں جنگ نہیں کرتے اسلئے مسلمانوں کے لئے بھی دینی جنگ ممنوع ہے۔ صـ ۲۲۹

(ج) مسیح موعود کو تیغ و سنان کے ساتھ نہ بھیجنے کی جو وجہ اللہ تعالٰے نے مجھ پر منکشف کی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مصلح رسول ہو یا مجدّد حالات زمانہ کے مطابق بھیجتا ہے بعض وقت عقائد فاسدہ کے باوجود لوگ ظالم اور جبار قوم ہوتے ہیں - پس اللہ تعالٰی عذاب کے طور پر اُن کی تادیب کے لئے اپنا مامور بھیجتا ہے جو اُن سے جنگ کرتا ہے - جیسے موسیٰ اور خاتم الانبیاءؐ کے وقت میں ہوا صـ ۲۳۲-۲۳۳ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دین و دیانت تو ضائع ہوتے ہیں - لیکن وہ اللہ تعالٰے کے انبیاء سے لڑتے نہیں بلکہ کلام کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں اور ایذاء نہ دینے کی دو وجہیں ہوتی ہیں ایک کمزوری اور ظلم پر عدم مقدرت اور کبھی ان کے ضعف کا باعث اندرونی اختلافات ہوتے ہیں اور کبھی اسلئے کہ اُن پر غیر قوم حاکم ہوتی ہے لیکن وہ اللہ تعالٰی کے رسولوں کو تبلیغ میں آزادی دیتے ہیں اور اس کی مثال حضرت عیسٰیؑ کے زمانہ میں پائی گئی - اس لئے انہوں نے بھی لڑائیوں سے تلوار چلانی پسند نہ کی - الغرض وہ تلوار کا فساد تلوار سے اور کلام کا کلام سے دُور کرتے ہیں اسی طرح میرے زمانہ میں بھی اعداء دینی جنگ نہیں کرتے اور کتب اور مکائد و حیل عقلیہ کے ذریعہ اپنے دین کی اشاعت کرتے ہیں اور وہ قرآن کے حقائق سے بھی واقف نہیں اس لئے اُن کے خلاف جنگ کا کوئی جواز بھی نہیں - پس یہی سبب ہے کہ مجھے قدمِ مسیح پر بھیجا گیا صـ ۲۳۳-۲۳۴

(د) ایسی قوم سے قتال کے جس پر اتمام حجت نہیں ہوا کیا معنے ؟ اور خدا کا عذاب تو اتمام حجت کے بعد کسی قوم پر نازل ہوتا ہے صـ ۲۳۵

۱۷ - مسیح موعود کی صداقت کے دلائل

(الف) - مَیں نے ان میں عمر گذاری تھی - صدی کا سر اور ضرورتِ مجدّد اور خدا اور رسولؐ کا وعدہ اور زمانہ کے مفاسد و بدعات اور غلبۂ نصاریٰ کا ذکر - صـ ۱۹۴

(۲) دشمن بھی جانتے ہیں کہ میں نے ساری عمر تائیدِ دین میں گذاری۔ کیا کوئی عاقل خیال کر سکتا ہے کہ اب بڑھاپے اور قبر کے قریب ہو کر میں کفر و الحاد کو اختیار کرتا۔ ص ۲۳۷

(ب) ضرورت آمدِ مسیح از قرآن

(۱) آیت استخلاف لیستخلفنّهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم

(۲) انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔

(۳) وآخرین منهم لما یلحقوا بهم۔

(۴) ثلّة من الاوّلین وثلة من الآخرین

ان آیات میں ظہورِ فتن کے وقت تائیدِ اسلام کا وعدہ ہے۔ ص ۲۰۷

(ج) صداقتِ مسیح موعود کی تین علامات احادیث سے

(۱) غلبۂ نصاریٰ کے وقت آئیگا اور کسرِ صلیب کریگا بذریعہ جنگ نہیں بلکہ آسمانی قوت اور رُوحانی طاقت کے ساتھ غالب آئیگا۔ اور دینِ اسلام کا حجت کے ساتھ دوسرے ادیان پر غلبہ ظاہر کریگا۔ ص ۲۰۸ و ص ۲۱۲

(۲)۔ وہ شادی کریگا اور اس کی تفصیل التبلیغ اور تحفۂ بغداد میں لکھی جا چکی ہے ص ۲۰۸

(۳)۔ اُس کے اولاد ہوگی۔ یعنی اس کے ایک بیٹا ہوگا جو اس کے کمالات میں مشابہ ہوگا۔ ص ۲۰۹

(۴) ان کے علاوہ میری صداقت کی اور بھی علامتیں ہیں۔ مثلاً پیشگوئیاں قبل از وقوع۔

دعاؤں کی قبولیت۔ نصرتِ الٰہی اور الہامات وغیرہ۔ ص ۲۰۹

۱۸۔ مسیح موعود اور الہام۔ چالیس سال کی عمر میں سلسلۂ الہامات شروع ہؤا۔ ص ۲۰۹

۱۹۔ نزولِ مسیح عیسٰی سے مراد۔ مسیح عیسٰی کے آنے سے مراد احادیث میں ایک مجددِ عظیم کا قدمِ مسیح پر آنا ہے اور اس کے نظیر و مثیل کا آنا ہے۔ ص ۲۱۲

۲۰۔ آنیوالے مسیح کا عیسٰی نام رکھنے کی دو وجہیں۔ اوّل اس لئے کہ عیسائی قوم پر حجت اتمام کریگا دوّم اس لئے کہ مجدد اس نبی کے قدم پر آتا ہے جس کے زمانہ کے مشابہ اس کا زمانہ ہوتا ہے۔ مسیح کے زمانہ میں جو یہود کی حالت تھی۔ دینی و دنیوی لحاظ سے وہی حالت مسلمانوں کی اس زمانہ میں ہونی تھی اس لئے اُسے عیسٰی ابن مریم کا نام دیا گیا۔ ص ۲۱۳-۲۱۴

۲۱۔ مسیح موعود کی جائے ظہور

(ا) بعض احادیث میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود بعض بلادِ مشرقیہ یعنی ہندوستان میں ظاہر ہو گا۔ ص ۲۲۵

(ب) مسیح موعود کے منارہ کے پاس اُترنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کی دعوات کے ساتھ دمشق روشنی ہوگی ص ۲۲۵

(ج) میرے دل میں ڈالا گیا کہ عند المنارۃ دمشق مسیح موعود کے زمانۂ ظہور کی سن ہجری کی

تاریخ بتائی گئی ہے جس میں مبعوث ہوا ہوں۔
ص ۲۲۵

۲۲۔ مسیح موعود کا کام
(ا) اللہ تعالیٰ نے مجھے مشکل مسائل کے حل کیلئے امام بنایا ہے۔ گو میری طبیعت امامت نہیں چاہتی لیکن یہ خدا نے اپنے فضل سے کیا ص ۲۸۴
(ب) خدا نے مجھے فہم سلیم اور عقل مستقیم عطا فرمائی ہے سکتے ہی نور میرے دل میں ڈالے گئے پس میں نے قرآن مجید سے وہ معارف حاصل کئے جو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور فہم قرآن میں مجھے وہ مقام حاصل ہے جہاں دوسرے لوگوں کے افہام پہنچنے سے قاصر ہیں۔
ص ۲۸۵

۲۳۔ مسیح موعود اور انتقام وعداوت۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے دنیا میں سوائے خدا اور رسول کے دشمن کے کسی سے دشمنی اور عداوت نہیں ہے میرا انتقام ان سے یہی ہے کہ میں گالی دینے والوں کو گالی نہیں دیتا اور نہ لعنت کرنے والوں کو لعنت کرتا ہوں۔ ص ۳۲۲

۲۴۔ مسیح موعود اور مخالفت علماء۔ علماء کا آپ کی مخالفت کرنا حب دنیا اور حسد سے ہے۔ جو علماء سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ ص ۲۳۷

۲۵۔ مسیح موعود اور اللہ تعالیٰ۔ میرے حال سے میرا خدا واقف ہے۔ میرا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں اس کے فضل کا امیدوار اور اسکی نصرت کا منتظر ہوں۔ میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی ہے کہ میں اس کے دروازہ پر مروں اور فتح وہزیمت کی صورت میں وہاں سے نہ ہٹوں۔ یہاں تک کہ اس کی طرف سے نصرت آجائے۔ اور میری قوم مجھے لعنت کرتی اور کافر ودجال کہتی ہے۔ میں اپنے معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جو میرے دل کو بھی جانتا ہے اور جو اُن کے دلوں میں ہے اس سے بھی واقف ہے ص ۳۲۳

۲۶۔ قرآنی آیات۔ جو آپ نے اپنی قوم کے لئے بطور تذکیر تحریر فرمائی ہیں۔ ص ۳۲۳-۳۲۴

۲۷۔ تائیدات الٰہی وبرکات دعا اور غرض بعثت۔ اللہ تعالیٰ نے میری تائید آیات سے کی ہے۔ اور میری دعا میں برکت ڈالی ہے۔ اور خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ مخالفین اسلام جان لیں کہ یہ نعمتیں اسلام میں ملتی ہیں اور غیر کے لئے اُن سے کوئی حصہ نہیں۔ اور تا مسلمانوں کا مرتبہ جو خدا کے نزدیک ہے انہیں معلوم ہو اور جو شخص قلب سلیم اور صحیح نیت کے ساتھ بطلب افاضہ اور استفاضہ آئیگا وہ میری دعا کی برکت سے اپنے مطلوب کو پالے گا۔ اور ہر امر میں کامیاب ہوگا۔ سوائے اس کے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے سوء قدر کا فیصلہ کر چکا ہے۔ ص ۳۲۴

۲۸۔ اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ کی عظمت وجبروت اور اس کے سلطان کی طرف توجہ دلائی ہے۔
ص ۳۲۴-۳۲۵

مسیح ناصریؑ کی وفات

ا - قرآنی آیات

(۱) یا عیسیٰ انی متوفیک

(۲) فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم

(۳) وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - صفحہ ۱۹۲ و حاشیہ صفحہ ۲۰۷ و صفحہ ۱۹۵ - ۱۹۸ و ۱۹۹ و صفحہ ۲۴۲-۲۴۳

نیز دیکھو زیر "تفسیر"

(۴) کانا یاکلان الطعام

(۵) فیھا تحیون وفیھا تموتون

حاشیہ صفحہ ۲۵۴-۲۵۵

(۶) افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمعذبین ان ھذا لھو الفوز المبین - صفحہ ۲۴۲-۲۴۳ و ۲۴۶

ب - احادیث

(۱) معراج میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت یحییٰؑ کے ساتھ دیکھا - بھلا زندہ مردوں میں کیسے مل گیا -
صفحہ ۲۱۵

(۲) حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اور آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے آنحضرتؐ کی وفات پر استدلال اور آپ کا لن یجمع اللہ علیک الموتتین الا موتتک الاولیٰ فرمانا
صفحہ ۲۴۵

(۳) حدیث کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس (۱۲۰) سال عمر پائی - اور میری اس سے نصف یعنی ساٹھ سال عمر ہوگی - حاشیہ صفحہ ۲۰۷

(۴) لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی - حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۵۴

(۵) مسیحؑ کے زندہ بجسدہ العنصری رفع کا کسی حدیث میں ذکر نہیں - بلکہ صحیح بخاری - طبرانی وغیرہ کتب حدیث میں اس کی وفات کا ذکر ہے -
صفحہ ۲۰۰

ج - سلف صالح (۱) سلف صالح نے اس مسئلہ میں اجمالی کلام کی اور اجمالی طور پر مسیح کی وفات پر بھی ایمان لائے اور اس امت کے آخری زمانہ میں آنے والے مجدد پر بھی - لیکن بعد میں آنے والوں نے اپنی خواہشات کے مطابق کلام الٰہی کو محرف ومبدل کرنا چاہا - صفحہ ۱۹۸

(۲) بعض علماء یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آیت فلما توفیتنی قطعی طور پر مسیح کی وفات پر دال ہے لیکن کہتے ہیں کہ وہ تین دن یا سات گھنٹے مردہ رہ کر زندہ ہوگئے تھے پھر بجسدہ العنصری آسمان پر چلے گئے - اور اس کا تفصیلی ردّ آیت قرآنی افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ سے - کہ دوسری موت نہیں ہوسکتی - صفحہ ۲۴۲-۲۴۳ و صفحہ ۲۴۶

(۳) مفسرین کا حیات عیسیٰ پر اتفاق نہیں بعض نے کہا ہے کہ وہ مر گئے تھے پھر زندہ ہو گئے - انکی زندگی کی قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں دی -

بعض کہتے ہیں موت سے پہلے وہ آسمان پر چلے گئے لیکن اُن کے صعود الی السماء کے لئے کوئی آیت یا حدیث یا صحابی کا قول نہیں۔ صفحہ ۲۱۵

د۔ اس اعتراض کا جواب کہ کیا خدا قادر نہیں کہ مسیح کو اس کے مرنے کے بعد پھر زندہ کرے یہ ہے کہ ایسا کرنا اس کے اپنے وعدہ کے خلاف ہے مع آیاتِ قرآنیہ۔ حاشیہ صفحہ ۲۵۸

مسیح موعود کا وفاتِ مسیح ماننے اور اپنے دعویٰ کرنے میں احتیاط

بخدا میں نے وفاتِ مسیح ناصری اور اُس کے عدمِ نزول اور اُس جگہ خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بارش کی طرح الہام کے نازل ہونے اور مکاشفاتِ صریحہ کے اور پھر انہیں قرآن و حدیث پر عرض کرنے کے بعد اور استخارات اور خدا کے حضور تضرعات اور ابتہالات کے بعد کیا ہے۔ بلکہ دس سال تک پیچھے ڈالا اور واضح اور صریح حکم کا منتظر رہا۔ کیونکہ براہین میں مجھے عیسیٰ کے نام سے خطاب کیا گیا تھا۔ اور اس سے متعلقہ الہامات۔ صفحہ ۱۹۱-۱۹۲

معجزاتِ مسیح ناصری کی تحقیر کا اعتراض اور اس کا جواب

علماء کا ایک اعتراض یہ ہے کہ مسیح ناصری کے معجزات کے متعلق بطور استہزاء کہتا ہوں کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر میں چاہوں تو ان جیسے بلکہ ان سے بڑھ کر دکھا سکتا ہوں۔

جواب:- معجزہ کے متعلق تو کوئی انسان ایسا کہہ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ معجزہ خدا کا فعل ہے۔ بندوں کا نہیں اور میں نے کوئی تحقیر نہیں کی۔ میرے کلمات کا مطلب یہ تھا کہ جو کمالات انبیاء میں بالاصالہ پائے جاتے ہیں اس سے افضل اور بہتر ہمیں ظلی طریق سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور دعا صراط الذین انعمت علیہم کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو کمالات انبیاء کو متفرق طور پر دیئے گئے ہمیں حکم ہے کہ ہم سب اپنے لئے طلب کریں۔ اور علماء نے تسلیم کیا ہے کہ غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے جیسے کہ ابنِ سیرینؒ نے مہدی کے بارہ میں کہا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہونگے۔ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵

بعض معجزات سے کراہت

اِس میں شک نہیں کہ ہمیں مسیح ناصری کے بعض معجزات ناپسند ہیں۔ کیونکہ ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ جیسے انجیل یوحنا باب ۲ میں پانی کو شراب بنانے کا معجزہ۔ اسی طرح خلق الطیور کا معجزہ بھی ناپسند ہے کیونکہ ہمارے رسولؐ نے ایک مکھی بھی پیدا نہیں کی۔ اِس میں سِرّ یہ ہے کہ تا کلمۂ توحید بلند ہو اور ہر ایسی بات سے لوگ نجات پا جائیں جو شرک کے لئے بطور بیج ہو سکتی ہے۔ اور یہی ہماری نیّت تھی۔ صفحہ ۲۹۵-۲۹۶

معراج

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج تو اعجازی امر تھا۔ اور کامل لطیف روحانی بیداری کے عالم سے تھا۔ مگر باوجود اس کے آپ کا جسم چارپائی سے

علیحدہ نہیں ہُوا تھا جیسا کہ آپ کی ایک بیوی اور بہت سے صحابہؓ نے اس پر گواہی دی ۔ پس معراج عیسیٰ کے آسمان پر صعود کے ساتھ مشابہ نہیں ۔ ص ۲۲۰

موتیٰ کا عدمِ رجوع

مُردے دنیا میں واپس نہیں آتے ۔

۱ ۔ آیت قرآنی لا یذوقون فیھا الا الموتۃ الاولیٰ کے خلاف ہے کیونکہ اس صورت میں ان کیلئے تین موتیں اور تین زندگیاں ماننی پڑتی ہیں ص ۲۴۶

۲ ۔ آیت وماھم منھا بمخرجین اور آیت فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت اور آیت انھم لا یرجعون کے خلاف ہے نیز آیت ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولٰئک علیھم لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین خٰلدین فیھا سے مُردوں کا رجوع حقیقی دوزخی ہوں یا جنتی کہ وہ پہلے کی طرح اس دنیا میں زندگی بسر کریں قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں ۔ ص ۲۴۶ - ۲۴۸ نیز دیکھو ص ۲۰۳ در حاشیہ ۲۵۸

۳ مُردوں کا زندہ کرنا ۔ دیکھو "احیاء موتیٰ"

ملائکہ

دیکھو "فرشتے"

مہدی

۱ ۔ باوجود حدیث "لا مھدی الا عیسیٰ" پھر علیحدہ مہدی کا انتظار کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ظہور مہدی سے متعلقہ احادیث سب ضعیف مجروح ہیں ۔ بلکہ بعض موضوع بھی ہیں اور صحیحین نے ان کو ترک کر دیا ہے ۔ ص ۲۲۶ و ص ۳۱۴

۲ ۔ ابن سیرینؒ سے جب سوال کیا گیا کہ کیا وہ ابوبکرؓ سے افضل ہونگے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ تو بعض نبیوں سے بھی افضل ہونگے ص ۳۰۲

ن

نبی جمع انبیاء

۱ ۔ نبی کی رؤیا وحی ہوتی ہے ۔ حاشیہ ص ۱۹۰

۲ ۔ قتلِ انبیاء

(ا) کتنے ہی نبی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کئے گئے ۔ اور ان کے قتل کا ذکر قرآن میں نہیں ۔ ص ۲۲۳ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۵۵

(ب) حضرت یحییٰ نبی قتل کئے گئے اور شہید ہوئے ص ۲۱۵

(ج) حضرت زکریاؑ بھی شہید ہوئے ۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۵۵

۳ ۔ انبیاء اس دنیا سے دار الآخرہ کی طرف اپنے پیغام رسالت کی تکمیل تبلیغ کے بعد جاتے ہیں ۔ اور ہر زمانہ کے لحاظ سے نبی کی مناسبت ہوتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ قیامت تک کے لئے ہیں ۔ اس لئے ہیں آپؐ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں ۔ ص ۲۴۳ - ۲۴۴

۴ ۔ انبیاء کا غلبہ اور فتح کی بشارت ۔

یہ عادت اللہ ہے کہ بعض انبیاء کو تو وفات سے پہلے فتح مبین عطا فرماتا ہے جیسے ہمارے نبیؐ

کے ساتھ ہوا۔ لیکن کبھی اللہ تعالیٰ کی حکمت متقاضی ہوتی ہے کہ زمانہ فتح سے پہلے انکو وفات دیدی جائے۔ لیکن انکو فتح و اقبال کے زمانہ کی بشارتیں دے دی جاتی ہیں۔ جس سے ان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ حزین ہوکر وفات نہیں پاتا بلکہ بحالت خوشی و مسرت اپنے رب کی طرف جاتا ہے۔ صـ ۲۶۶

۵۔ انی متوفیک میں گویا عیسیٰؑ سے کہا کہ میں تجھے فتح اور غلبہ کے حصول سے پہلے وفات دینے والا ہوں۔ اور میں تجھے یہودیوں کے زعم کے خلاف عزت اور رفع اور قرب کا مقام دونگا۔ اس لئے تو غلبہ سے پہلے موت سے غم نہ کھانا۔ صـ ۲۶۷

نجوم

آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانۂ نبوت اور نزولِ وحی سے بھی ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ بعض نجوم نبی کے ظہور کے وقت نکلتے ہیں۔ صـ ۲۸۹

نزولِ مسیح

۱۔ نزولِ مسیح کا ذکر احادیث میں۔ دیکھو زیر "حدیث"

۲۔ لفظ نزول پر بحث اور آیات جن میں نزول کا لفظ آیا ہے اور مراد آسمان سے اُترنا نہیں۔ حاشیہ صـ ۱۹۶

۳۔ نزول کے دوسرے معنے ایک مکان سے دوسری جگہ جانا ہیں۔ مثلاً حدیث میں ہے ان المسیح الدجال ینزل دبر احد و عیسٰی ینزل عند المنارۃ البیضاء۔ حاشیہ صـ ۱۹۷

۴۔ ینزل اضحاکم فیہ جیسے مسیح کے متعلق آیا ہے ویسے ہی اس کے لئے بھی آیا ہے جو علمِ دین کی طلب کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ حاشیہ صـ ۱۹۷

۵۔ مسیح کے شرقی دمشق میں منارہ کے پاس فرشتوں کے بازوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترنے سے مراد یہ ہے کہ محض آسمانی وسائل سے بلادِ شام میں اس کا سلسلہ پھیلیگا۔ عساکر افواج و تدابیرِ دنیویہ سے نہیں۔ بلکہ آسمانی لشکر سے ہو گا۔ حاشیہ صـ ۱۹۷

۶۔ ظاہری طور پر مسیح ناصری کا نزول آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین کے خلاف ہے جس کی تفسیر لا نبی بعدی سے کی گئی ہے۔ اور آپؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور سے بابِ وحیٔ نبوت جو بند ہو چکا ہے کھولنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں تو مسیح خاتم الانبیاء ہونگے۔ کیا وہ نبی مسیح آسکتا ہے جو قرآن کے بعض احکام منسوخ کرے۔ حالانکہ قرآن مجید کے حق میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکی ہے۔ صـ ۲۰۰-۲۰۱

۷۔ کسی حدیث میں نزولِ عیسٰی من السماء کا ذکر نہیں

صرف نزول کا ذکر ہے اور قرآن میں اس کی وفات
کا ذکر ہے - اور یہ نزول بعد الموت نہیں ہو سکتا
اور اس کی دلیل - پس نزول سے مراد آسمان سے
نزول نہیں ہو سکتا۔ ص ۲۰۲ - ۲۰۳

۸ - اگر مسیح زندہ ہوتے تو اس زمانہ کے مفاسد
کے پیش نظر ان کا اس زمانہ میں نزول ضروری
تھا - دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم
نے جب بچھڑے کو معبود بنایا تو اللہ تعالےٰ نے
حضرت موسےٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ سے فوراً
اپنی قوم میں واپس جانے کا حکم فرمایا - اور
عیسائیوں کا فتنہ تو ان کے فتنہ سے کہیں بڑا
ہے - اور تمام دنیا پر چھا رہا ہے -
ص ۲۱۰ - ۲۱۱

۹ - قرآن مجید نے قصہ یوسفؑ و قصہ اصحاب الکہف
اور بڑے بڑے واقعات بیان کئے ہیں - اگر
آسمان سے نزولِ مسیح کا واقعہ حق ہوتا تو
ضرور بیان کرتا۔ ص ۲۱۱ - ۲۱۲

۱۰ - پس نزولِ مسیح کو حقیقت پر محمول نہیں کیا
جا سکتا - اور احادیث میں نزولِ مسیح سے
مراد مجددِ عظیم کا قدمِ مسیح پر اس کا نظیر و مثیل
آنا مراد ہے اور ایک کا نام دوسرے کو
دیئے جانے کی عالمِ رؤیا اور وحی وغیرہ میں
کئی مثالیں ہیں - ص ۲۱۲

۱۱ - نزولِ مسیح من السماء کے قصہ کی قرآن میں
کوئی نظیر نہ اس کے مشابہ کوئی نظیر موجود
ہے - بلکہ اس کے خلاف قل سبحان ربّی
هل كنت الّا بشرا رسولا اور آیت
انّی متوفیک آیات موجود ہیں - اور
نزول و صعود کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں
ص ۲۱۹

۱۲ - معراج بھی مسیح کے آسمان کی طرف صعود
کے قصہ کے مشابہ نہیں اور نہ ہی رفع ادریسؑ
آیت ورفعناه مكانا عليًّا میں -
ص ۲۲۰ نیز دیکھو "ادریس"

۱۳ - نزولِ مسیح کا عقیدہ علاوہ مخالف قرآن
ہونے کے - توحید کے عقیدہ کے لئے مضر اور
عیسائیوں کے عقیدہ کا مؤید ہے - اگر وہ
زندہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلق کی طرح
خلق کرتا ہے اور مُردوں کو رب العالمین
کی طرح زندہ کرتے تھے تو اس میں ان کیلئے
کتنی بڑی آزمائش ہے جن کو الوہیتِ مسیح
کی طرف بلایا جاتا ہے - ص ۲۲۰

۱۴ لفظ نزول کے استعمال میں حکمت

(ک) اس سوال کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کے لئے نزول
کا لفظ کیوں استعمال کیا یہ ہے کہ
انبیاء جو بعد وفات مرفوع الی اللہ
ہوتے ہیں بعض وقت ان کی قوم
یا امت حد درجہ فساد کرتی ہے تو
وہ نبی متبوع اس خبر کے سُننے سے

سخت مضطرب ہونے اور وہ اصلاح
کے لئے اترنا چاہتے ہیں لیکن آیت انہم
لا یرجعون کے مطابق اتر نہیں سکتے
تو اللہ تعالیٰ ان کا ایک مثیل پیدا
کرتا ہے۔ جو دونوں ایک جوہر کے
ہوتے ہیں اور اس کی روحانیت مثیل
کی روحانیت پر نازل ہوتی ہے۔ اسی
وجہ سے مسیح کے لئے لفظ نزول
اختیار کیا گیا۔ جس کا یہ مطلب ہے
کہ مسیح موعود مسیح اصل کے قدم پر
ہوگا۔ صـ ۲۲۳

(ب) دوسرے اس لئے کہ مسیح موعود
اسباب ارضیہ یا جنگ کے ذریعہ نہیں
بلکہ فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے
ہوئے اترے گا۔ اس میں اس وقت
کے کمزور مسلمانوں کے لئے بشارت ہے
صـ ۲۲۴ - ۲۲۵

(ج) خبر نزول مسیح کے اختلاف میں حکمت

اخبار مستقبلہ جو دنیا سے متعلق ہوں ان میں
آزمائش اور امتحان لینا بھی مدنظر
ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت خاتم النبیین
صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تورات کی
پیشگوئی تھی۔ پھر کس طرح یہود نے
آپ کی تکذیب کر دی۔ حالانکہ ایمان
وہی قابل ثواب ہوتا ہے جو انکشاف تام
پر مبنی نہیں ہوتا۔ دیکھو مختلف مذاہب
والے باوجود اختلاف کے دن کے روشن
ہونے رات کے اندھیری ہونے میں
شک نہیں کرتے۔ بدیہیات پر ایمان
لانا ہوتا تو وہ قابل ثواب نہ ہوتا۔
صـ ۲۳۶ - ۲۳۷

نور الدینؓ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا
ذکر خیر۔ اوّل المبایعین صاحب ایمان و
علم و بصیرت معرفت و خشیت۔ حاجی الحرمین
اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے کثیر الانفاق وغیرہ
ایسے صدیق اور صادق کے ملنے پر اللہ تعالیٰ
کا شکریہ۔ صـ ۱۸۰ - ۱۸۱

و

وحی

۱۔ انبیاء اور رسل کی وحی میں مجاز اور
استعارات پائے جاتے ہیں اور اس کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے مثالیں۔
دو خوابوں کا ذکر۔ حاشیہ صـ ۱۹۰

۲۔ رؤیا الانبیاء وحی حاشیہ صـ ۱۹۰

۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی
وحی کی تاویلیں کی ہیں۔ اور اسکی مثالیں۔
حاشیہ صـ ۱۹۱

۴۔ اسی طرح ایک حدیث میں دجّال کو
خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اگر

ظاہر پر محمول ہو تو اُسے مسلمان مومن ماننا پڑیگا پھر ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال اس وقت موجود تھا۔ اسے تمیم داری نے اُسے دیکھا۔ اور دیگر تناقض۔
حاشیہ صـ ۱۹۱

وفاتِ مسیحؑ

دیکھو "مسیح ناصری کی وفات"

ولی جمع اولیاء

۱۔ جس نے اولیاء الرحمٰن کی عداوت کی اُس نے مفت میں اپنا ایمان ضائع کیا۔
صـ ۱۶۷

۲۔ (الف) اس سوال کا جواب کہ جب ایمان اتباع کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ سے پورا ہو جاتا ہے۔ تو پھر کسی مسلمان سے عداوت رکھنا ایمان کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔
صـ ۱۶۷

(ب) سلبِ ایمان میں سِرّ یہ ہے کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے محب اور محبوب ہوتے ہیں اس لئے جو اُن کا دشمن ہوتا ہے خدا اُن کا دشمن ہو جاتا ہے۔
صـ ۱۶۸

(ج) مخالفینِ اولیاء اللہ کے ایمان کے سلب ہونے کی روحانی وجوہات
ظاہر ہے کہ جو امامِ وقت اور خلیفۂ وقت ہے اس کے قول و عمل اور عقیدہ کے حق ہونے کے باوجود جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ راہ صواب سے دُور ہو کر آخرکار ہلاک ہو جاتے ہیں۔
صـ ۱۶۹

(د) اولیاء اللہ کی مخالفت کا آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا مخالف آخرکار حق کی مخالفت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ مخالفت اس کی ہلاکت کا باعث اور سلبِ ایمان کا موجب ہو جاتی ہے۔
صـ ۱۷۰

۳۔ اولیاء اللہ سے خدا کا معاملہ اچھا ہوتا ہے روحانی نعمتوں کا ذکر جو انہیں دی جاتی ہیں اور خدا کی طرف سے انہیں شجاعت صبر تحمل اور قوتِ برداشت وغیرہ عطا ہوتی ہیں۔
صـ ۱۶۸ و صـ ۱۶۹

۴۔ عام لوگوں سے تو نیکیاں اور اعمالِ صالحہ تکلف و مشقت سے لیکن اولیاء اللہ سے نیکیاں طبعی طور پر اور اعمالِ صالحہ ان کی فطرتِ سلیمہ کی اقتضا سے صادر ہوتے ہیں۔
صـ ۱۶۸

۵۔ خدا تعالیٰ میں ان کے فنا ہونے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاحِ خلق کیلئے مامور ہونے اور ان کے اتباع کا ذکر اور یہ کہ فوز و فلاح اُن کے لئے ہے۔
صـ ۱۶۹

۶۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرنا عنوانِ سعادت اور اُن سے دوستی کرنا خدا تعالیٰ سے دوستی کرنا ہوتی ہے۔
صـ ۱۶۹

۷ - اولیاء اللہ سے بعض اوقات ایسے امور بھی صادر ہوتے ہیں جو بظاہر دوسروں کے نزدیک کفر وارتداد کے اقوال ہوتے ہیں - لیکن اگر قلب سلیم سے غور کیا جائے اور اُن کی تفہیم کے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی جائے تو وہ حکمت کے معارف ثابت ہوتے ہیں -
ص ۱۷۰ - ۱۷۱

ولی اللہ المحدث دہلویؒ

آپ کی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" اور کتاب "فیوض الحرمین" سے حوالے تاثیر نجوم کے متعلق - وہ اپنے زمانہ کے مجدّد تھے اور عالم ربّانی تھے -
ص ۲۹۱ - ۲۹۲

ی

یاجوج ماجوج

۱ - یاجوج ماجوج کے متعلق جو قرآن مجید میں ذکر ہے ہم مانتے ہیں لیکن یہ عقیدہ کہ مسیح موعود کی زندگی میں وہ سب مر جائینگے غلط ہے۔ اور آیت فاغرینا بینھم العداوۃ و البغضاء الٰی یوم القیامۃ کے بھی خلاف - ان سے مراد نصاریٰ ہیں اور روس اور برطانیہ کی اقوام ہیں - حاشیہ ص ۲۱۰

۲ - مسلمانوں کا یاجوج وماجوج کے متعلق یہ مشہور عقیدہ کہ وہ اقلیم رابع میں محصور ہیں وغیرہ یہ سب باطل اور لغو کہانیاں ہیں - حاشیہ در حاشیہ ص ۲۱۰

۳ - یاجوج وماجوج کے نصاریٰ ہونے کے قرآن مجید سے دلائل کہ غلبہ صرف نصاریٰ کو ہوگا جو ادّعائی متبع مسیح ہیں یا مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوگا جو حقیقی متبع ہیں - اس لئے یاجوج ماجوج انہی میں سے ہوسکتے ہیں -
ص ۲۱۱ - ۲۱۴

۴ - پس قرآن کی رُو سے حکومت نصاریٰ اور مسلمانوں میں سے کسی کو مل سکتی ہے پس یاجوج ماجوج کو یا تو مسلمانوں میں سے ماننا پڑیگا یا نصاریٰ میں سے - وہ مفسد قومیں اسلام سے تو ہو نہیں سکتیں اسلئے لازمی طور پر ماننا پڑا کہ وہ نصاریٰ سے ہونگی - حاشیہ ص ۲۱۴

۵ - مسلم کی حدیث میں ہے کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج سے جنگ نہیں کریگا اور یضع الحرب میں بھی یہی اشارہ ہے بلکہ ان کی اصلاح کے لئے رفق اور نرمی اختیار کریگا - حاشیہ ص ۲۱۴ - ۲۱۵

۶ - یاجوج ماجوج کی کمانوں کے جلانے کے متعلق جو ذکر آیا ہے وہ غلط ہے - کمان اور تیر جاتے رہے اب آگ نے آتش نارید نے اُن کی جگہ لے لی - حاشیہ ص ۲۱۵

یحییٰؑ

یحییٰؑ نبی قتل کئے گئے اور شہید ہوئے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معراج کی رات آسمان میں دیکھا -
ص ۲۱۵

تمّت
بالخیر

نوٹ ۱ - انڈکس میں صفحات ہر کتاب کے علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ رُوحانی خزائن جلد ہفتم کے دیئے گئے ہیں - شمس